امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار **نقیب** پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۱۱؍جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۵؍جنوری ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 04

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- حضرت مولانا مفتی ظفیر الدینؒ
- اصلاح معاشرہ میں عورت کا کردار
- یوگی آدتیہ ناتھ کی کسانوں کے خلاف......
- دیش بھگتی کی نئی منطق
- تعلیمی انقلاب کے لیے امارت شرعیہ کا جامع منصوبہ
- شیر شاہ سوری کا عدل وانصاف
- اخبار جہاں، طب وسائنس، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

قوموں کا عروج و زوال

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

تم کرۂ ارض کی کوئی قوم لے لو اور زمین کا کوئی ایک قطعہ سامنے رکھ لو، جس وقت سے اس کی تاریخ روشنی میں آئی ہے اس کے حالات کا کھوج لگاؤ تو تم دیکھو گے کہ اس کی پوری تاریخ کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ وارث ومیراث کی ایک مسلسل داستان ہے یعنی ایک قوم قابض ہوئی پھر مٹ گئی اور دوسری وارث ہوگئی۔ پھر اس کے لیے بھی مٹنا ہوا اور تیسرے وارث کے لیے جگہ خالی ہوگئی۔ وھلم جرا۔۔۔۔۔ قرآن کہتا ہے یہاں وارث ومیراث کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اب سوچنا یہ چاہیے کہ جو ورثہ چھوڑنے پر مجبور ہوتے ہیں، کیوں ہوتے ہیں اور جو وارث ہوتے ہیں کیوں وراثت کے حقدار ہوجاتے ہیں، فرمایا اس لیے کہ یہاں خدا کا ایک اٹل قانون کام کررہا ہے کہ زمین کے وارث خدا کے بندے ہوتے ہیں (القرآن، الانبیاء ۲۱:۱۰۵) یعنی جماعتوں اور قوموں کے لیے یہاں بھی یہ قانون کام کررہا ہے کہ انہی لوگوں کے حصہ میں ملک کی فرماں پذیری آتی ہے جو نیک ہوتے ہیں، صالح ہوتے ہیں۔ صلح کے معنی سنوارنے کے ہیں، فساد کے معنی بگڑنے اور بگاڑنے کے ہیں، صالح انسان وہ ہے جو اپنے کو سنوار لیتا ہے اور دوسرے میں سنوارنے کی استعداد پیدا کرتا ہے اور یہی حقیقت بدعملی کی ہے پس قانون یہ ہو کہ زمین کی وراثت سنورنے اور سنوارنے والوں کے حصے میں آتی ہے، ان کے حصے میں نہیں جو اپنے اعتقاد وعمل میں بگڑ جاتے ہیں اور سنوارنے کی جگہ بگاڑنے والے بن جاتے ہیں۔

تورات، انجیل اور قرآن تینوں نے وراثت ارض کی ترکیب جابجا استعمال کی اور غور کرو یہ ترکیب صورت حال کی کتنی سچی اور قطعی تعبیر ہے، دنیا کے ہر گوشے میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرح کی بدلتی ہوئی میراث کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے یعنی ایک فرد اور ایک گروہ طاقت واقتدار حاصل کرتا ہے، پھر وہ چلا جاتا ہے اور دوسرا فرد یا گروہ اس کی ساری چیزوں کا وارث ہوجاتا ہے، حکومتیں کیا ہیں، محض ایک ورثہ ہیں؛ جو ایک گروہ سے نکلتا ہے اور دوسرے گروہ کے حصہ میں آجاتا ہے، پس قرآن کہتا ہے ایسا کیوں ہے، اس لیے کہ وراثت ارض کی شرط اصلاح وصلاحیت ہے، جو صالح نہ رہے، ان سے نکل جائے گی، جو صالح ہوں گے ان کے ورثہ میں آئے گی، اور تم خدا کی عادت میں ہرگز تبدل نہ پاؤ گے اور خدا کے طریقے میں کبھی تغیر نہ دیکھو گے۔ (القرآن، فاطر ۳۵:۴۳)

سورۂ رعد میں فرمایا گیا: اسی نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے اپنے اپنے اندازے کے مطابق نالے بہہ نکلے پھر نالے پر پھولا ہوا جھاگ آگیا، اور جس چیز کو زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لیے آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی جھاگ ہوتا ہے، اس طرح خدا حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے، سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہوجاتا ہے، اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے، اس طرح خدا (صحیح اور غلط کی) مثالیں بیان فرماتا ہے (تاکہ تم سمجھو) (الرعد ۱۳:۱۷)

تو یہ جو کچھ بھی ہے، حق وباطل کی آویزش ہے؛ لیکن حق اور باطل کی حقیقت کیا ہے؟ کونسا قانون ہے جو اس کے اندر کام کررہا ہے؟ یہاں واضح کیا گیا کہ یہ بقاء انفع کا قانون ہے یعنی اللہ نے قانون ہستی کے قیام واصلاح کے لیے یہ قانون ٹھہرایا ہے کہ یہاں وہ چیز باقی رہ سکتی ہے جس میں نفع ہو؛ جس میں نفع نہیں وہ نہیں ٹھہر سکتی، اسے نابود ہوجانا ہے کیوں کہ کائنات ہستی کا یہ بناؤ، یہ حسن، یہ ارتقاء قائم نہیں رہ سکتا، اگر اس میں خوبی کی بقاء اور خرابی کے ازالے کے لیے ایک اٹل قوت سرگرم کار نہ رہتی، یہ قوت کیا ہے، فطرت کا انتخاب ہے، فطرت ہمیشہ چھانٹتی رہتی ہے، وہ ہر گوشہ میں صرف خوبی اور برتری ہی باقی رکھتی ہے فساد اور نقص محو کردیتی ہے، ہم فطرت کے اس انتخاب سے بے خبر نہیں ہیں، قرآن کہتا ہے اس کارگاہ فیضان وجمال میں صرف وہی چیز باقی رکھی جاتی ہے جس میں نفع ہو؛ کیوں کہ یہاں رحمت کارفرما ہے اور رحمت چاہتی ہے کہ افادہ فیضان ہو، وہ نقصان گوارا نہیں کرسکتی، وہ کہتا ہے: جس طرح تم مادیات میں دیکھتے ہو کہ فطرت چھانٹتی ہے؛ جو چیز نافع ہوتی ہے اسے باقی رکھتی ہے اور جو نافع نہیں ہوتی اسے محو کردیتی ہے۔ ٹھیک ٹھیک عمل ایسا ہی معنویات میں بھی جاری ہے جو عمل حق ہوگا قائم اور ثابت رہے گا، جو باطل ہوگا مٹ جائے گا اور جب کبھی حق وباطل کا مقابلہ ہوگا تو بقاء، حق کے لیے ہوگی نہ کہ باطل کے لیے، وہ اسی کو قضاء بالحق سے تعبیر کرتا ہے یعنی فطرت کا فیصلہ حق جو باطل کے لیے نہیں ہوسکتا۔

عمران وتمدن کے تمام اصولوں اور قوانین کا متن قرآن کا ہی اصل الاصول ہے اسی اصول کی ہمہ گیری ہے کہ امم قدیمہ کے حالات ہم پڑھتے ہیں تو ہر قوم کا ایک دور عروج ہمارے سامنے آتا ہے اور دوسرا زمانہ انحطاط، ان دونوں میں مابہ الامتیاز اور فاصل اگر کوئی چیز ہوسکتی ہے تو وہ قیام عدل اور نفاذ جور وجفا ہے، جب تک قومیں قیام عدل میں مساعی اور جد وجہد کرنے والی ہوتی ہیں تو فتح وکامرانی نصرت الٰہی وکامیابی ان کے قدم چومتی ہے؛ لیکن جب قیام عدل کے بجائے انشاء ظلم اور ترویج جور وستم ان کا شعار بن جاتا ہے تو پھر قانون فطرت حرکت میں آتا ہے اور بیک جنبش ان کو صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیتا ہے اور پھر ان کا نام ونشان تک باقی نہیں رہتا۔

یہ انقلاب قدرتی ہے اور نہیں معلوم اس دنیا میں کتنے دور قوموں اور ملکوں پر اس کے گذر چکے ہیں، آج امید وکامیابی کے جس آفتاب سے غیروں کے ایوان اقبال روشن ہورہے ہیں، کبھی ہمارے سروں پر بھی چمک چکا ہے اور جس بہار کے موسم عیش ونشاط سے ہمارے حریف گذر رہے ہیں، ایک زمانہ تھا کہ ہمارے باغ وچمن ہی میں اس کے جھونکے آیا کرتے تھے، اب کس سے کہیے کہ کہنے کا وقت ہی چلا گیا، گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی ہم ہمیشہ سے ایسے نہیں جیسے کہ اب نظر آرہے ہیں، زمانہ ہمیشہ ہم سے برگشتہ نہیں رہا، مدتوں امید کا ہم میں آشیانہ رہا ہے؛ بلکہ ہمارے سوا اس کا کہیں ٹھکانہ نہ تھا، اب دنیا میں ہمارے لیے ماتم وناامیدی، دو ہی کام کرنے کے لیے باقی رہ گئے ہیں؛ لیکن زیادہ دن نہیں گذرے کہ ہماری زندگی کے لیے اس دنیا میں اور بھی بہت سے کام تھے، اور ہم نے ان قوموں کو اچھی اور بری امید اور مایوسی، فتح اور شکست دونوں حالتوں میں ڈال کر آزمایا کہ شاید یہ بداعمالیوں سے توبہ کریں اور راہ حق بھی اختیار کرلیں۔ (الاعراف: ۱۶۸) بے شک اس انقلابی حالت میں عبرت وموعظت کی بہت سی نشانیاں ہیں؛ مگر ان میں اکثر لوگ ایمان وایقان کی دولت سے محروم تھے۔

جو شخص مایوس ہوکر اللہ کی نسبت ایسا ظن رکھتا ہو کہ اب دنیا وآخرت میں خدا اس کی مدد کرے ہی گا نہیں، تو پھر اس کو چاہیے کہ اوپر کی طرف رسی تانے اور اس کا پھندا بنا کر اپنے گلے میں پھانسی لگالے اور اس طرح زمین سے جہاں اب وہ اپنے لیے مایوسی سمجھتا ہے، اپنا تعلق قطع کرلے پھر دیکھے کہ آیا اس تدبیر سے اس کی وہ شکایت جس کی وجہ سے مایوسی ہورہی ہو، وہ دور ہوگئی یا نہیں۔ اس طرح ہم نے قرآن کریم میں ہدایت فلاح کی روشن دلیلیں اتاری ہیں کہ تم ان پر غور کرو، اور اللہ جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعے سے ہدایت بخشتا ہے، (الحج: ۱۶)

کیا جو کچھ ہورہا ہے، ہماری زندگی کی آخری ساعات اور موت کے احتضار کی آخری حرکت ہے؟ کیا چراغ میں تیل ختم ہوگیا اور بجھنے کا وقت قریب ہے اور سب سے آخر یہ کیا اعداء اسلام سے اسلام کا آخری مقابلہ ہوچکا ہے اور یسوع کی مصلوب اور مردہ لاش نے خدائے حی وقیوم پر فتح پائی؟۔ معاذ اللہ

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوالات مختلف شکلوں میں آج بہتوں کے سامنے ہوں گے، ممکن ہے کہ مایوسی کا غلبہ میرے اعتقاد کو مغلوب کرے، اس لیے ممکن ہے کہ میں تسلیم کرلوں کہ ہمارے مٹنے کا وقت آگیا ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلم قلب جس میں ایک ذرہ برابر نور اسلام باقی ہے ایک منٹ، ایک لمحہ ایک دقیقے اور ایک عشیرہ دقیقے کے لیے بھی اس کو مان سکتا ہے۔

حیران ہوں کہ آج مسلمان مایوس ہورہے ہیں؛ حالاں کے میں تو کفر ومایوسی کے تصور سے کانپ جاتا ہوں، کیوں کہ یقین کرتا ہوں کہ مایوس ہونا اس خدائے ذوالجلال والاکرام کی شان رحمت وربوبیت کے لیے سب سے بڑا انسانی کفر اور اس کی جناب میں سب سے زیادہ نسل آدم کی شوخ چشمی ہے، تم جوان بربادیوں اور شکستوں کے بعد مایوس ہو رہے ہو تو بتلاؤ کہ تم نے خدائے اسلام کی قوت ورحمت کو کس پیمانہ سے ناپا، وہ کون سا کاہن ابلیس ہے جس نے خدا کے خزانہ رحمت کو دیکھ کر تمہیں بتلا دیا ہے کہ اب اس میں تمہارے لیے کچھ نہیں۔

قوموں کی زندگی کی ایک بہت بڑی علامت یہ ہے کہ ان کا دل امید کا دائمی آشیانہ ہوتا ہے خواہ ناکامی اور مصائب کا کتنا ہی ہجوم ہو مگر امید کا طائر مقدس ان کے گوشے سے نہیں اڑتا، وہ دنیا کو ایک کارگاہ عمل سمجھتے ہیں، اور امید کہتی ہے کہ یہاں جو کچھ ہے صرف تمہارے لیے ہے، اگر آج تم اس پر قابض نہیں تو غم نہیں؛ کیوں کہ عمل وجہد کے بعد کل کو وہ تمہارے ہی لیے ہونے والی ہے، مصیبتیں جس قدر آتی ہیں وہ ان کو صبر وتحمل کی ڈھال پر روکتے ہیں اور غم واندوہ سے اپنے دماغ کو معطل نہیں ہونے دیتے؛ بلکہ مصیبتوں کو دور کرنے اور ان کی صفوں پر غالب آنے کی تدابیر پر غور کرتے ہیں، نامرادی ان کے دلوں کو مجروح کرتی ہے مایوس نہیں کرتی اور غم کے لشکر سے ہزیمت اٹھاتے ہیں، پر بھاگتے نہیں، گردش زمانہ شاہد ہے کہ ہر جماعت خسارہ میں گھری ہوئی ہے؛ مگر وہی جو یہ چار کام انجام دیں، ایمان لائیں اور عمل صالح کریں، حق وصداقت کا اعلان کرتے رہیں اور صبر کی تلقین کریں۔

اللہ کی باتیں — رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

صدقہ کا بہترین مصرف

"اصل حق ان ضرورتمندوں کا ہے، جو اللہ کے راستہ میں گھرے ہوئے ہیں، وہ زمین میں چل پھر نہیں سکتے، دست سوال نہ پھیلانے کی وجہ سے ناواقف لوگ ان کو مالدار سمجھتے ہیں، تم ان کو ان کے چہرہ سے پہچان سکتے ہو، تم جو بھی مال خرچ کروگے، اللہ اس سے واقف ہے۔ (سورہ بقرہ: ۲۷۳)

وضاحت:۔ جب مکہ کے مہاجرین صحابہ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہوئے تو انہوں نے اللہ کی بندگی اور حصول علم کے لئے اپنی زندگی وقف کردی، تجارت اور حصول مال کے اسباب وذرائع ان سے منقطع ہوگئے، انہوں نے اپنی ضرورت وحاجت کے باوجود فقر وفاقہ کی حالت میں خودداری کا اعلیٰ معیار قائم کیا کہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں تھے، دولت مندان محتاج صحابہ کی خودداری کی وجہ سے ان کے حال سے ناواقف تھے، چنانچہ حضرت امام رازیؒ نے لکھا کہ اصحاب صفہ صاحب احتیاج ہونے کے باوجود اس لئے سوال نہیں کرتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو تکلیفوں میں مبتلا کرکے سوال سے باز رہنے کی طاقت رکھتے تھے؛ کیونکہ جو شخص زبان سے خاموش رہتا ہے؛ لیکن اپنی حاجت سے فقر وفاقہ کا اظہار کرتا ہے تو اس کی یہی خاموشی لجاجت واصرار کا سوال ہے، حاجت کی علامتوں کا ظہور حاجت پر دلالت کرتا ہے، اور خاموشی اسی بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اس کے پاس حاجت کے پورا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں، اس لئے جب انسان کسی کی یہ حالت دیکھتا ہے تو اس کے دل میں رحم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اس کو دینے پر مجبور ہوجاتا ہے، اس لئے یہ حالت خود لجاجت واصرار کا سوال ہے، پس جب خدا یہ کہتا ہے کہ اصحاب صفہ لوگوں سے لجاجت واصرار کے ساتھ سوال نہیں کرتے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ زبان سے تو سوال ہی نہیں کرتے؛ لیکن اس کے ساتھ اپنے پھٹے حال کا بھی اظہار نہیں ہونے دیتے جو لجاجت کے ساتھ سوال کرنے کے قائم مقام ہے، بلکہ لوگوں کے سامنے نہایت اچھی حالت میں نمایاں ہوتے ہیں، اور اپنے فقر وفاقہ سے خدا کے سوا کسی کو واقف نہیں ہونے دیتے (تفسیر ابن کثیر ج ۲ بحوالہ سیرۃ النبی ج ۶) یہ تھا صحابہ کرام کا طرز عمل، شرافت وخودداری کا معاملہ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صدقات وخیرات کے بہترین مصرف وہ لوگ ہیں جو دین اور علم دین کی خدمت میں مشغول ہوں جیسے علماء، طلبہ اور دعوت دین کا کام کرنے والے دوسرے دعاۃ و مصلحین، کھلے عام مانگنے والوں کے مقابلہ میں ایسے لوگوں کو دینا بہتر ہے جن میں خودداری ہو اور وہ سوال کرنے سے بچتے ہوں، مدارس ومکاتب میں صدقہ وخیرات کرنے سے دو فائدے حاصل ہوں گے، ایک مستحق کو زکوۃ دینے کی حیثیت سے اور دوسرے اشاعت دین کو عام کرنے کے اجر وثواب کی حیثیت سے، اس لئے مالداروں اور اصحاب ثروت کو یہ چاہئے کہ مدارس کے نظام تعلیم کو مالی حیثیت سے مضبوط بنائیں، تاکہ علم اور اشاعت تعلیم کو فروغ ملے اور ہمارا معاشرہ تعلیم وتہذیب سے آراستہ رہے۔

تین ہدایتیں

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم جہاں کہیں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہو، اور ہر برائی کے بعد اچھا عمل کرلیا کرو کہ اچھائی برائی کو مٹا دیتی ہے، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ (ترمذی شریف)

مطلب:۔ دنیا میں وہی قومیں ترقی اور خوشحالی سے ہمکنار ہوتی ہیں جو یقین کی دولت، اصول واخلاق کی قوت اور اعمال وکردار میں نکھار رکھتی ہیں، جو قومیں ان صفات حمیدہ سے عاری ہوتی ہیں، سمجھ لینا چاہئے کہ اس کے انسانیت وشرافت کا سوتا خشک ہوگیا، ظاہری چمک دمک اس کو تباہی سے نہیں بچا سکتی ہے، اسی لئے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مختلف موقعوں پر اعلیٰ اخلاق وکردار سے مزین رہنے کی تلقین فرمائی تاکہ اس کی زندگی ہری بھری رہے، چنانچہ اس حدیث میں تین جامع ہدایت بیان فرمائی، اول یہ کہ تم جہاں بھی رہو اور جس جگہ بھی رہو ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو، کیونکہ تقویٰ وپرہیزگاری کی زندگی سے انسان بہت سی برائیوں سے محفوظ رہتا ہے، اس کے دل میں یہ خیال گردش کرتا رہتا ہے کہ ہمیں کوئی دیکھ رہا ہے، **ان الذین هم من خشية ربهم مشفقون** جو لوگ اپنے رب کی خشیت سے ڈرتے ہیں تو اس کی زندگی سراپا بندگی اور عبادت سے معمور ہوجاتی ہے، وہ جب چلتا ہے تو اس کی نظر کائنات کی طرف ہوتی ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے، بولتا ہے تو ناپ تول کر، دیکھتا ہے تو سنبھل کر، اس طرح اس کا پورا وجود اسلامی سانچے میں ڈھلا ہوتا ہے، اور یہی عبودیت کا تقاضہ ہے، دوسری ہدایت یہ فرمائی کہ ہر برائی کے بعد اچھا عمل کرلیا کرو کہ اچھائی برائی کو مٹا دیتی ہے، اولا یہ کہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ قابل مذمت ہے؛ لیکن اگر کبھی کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو فوراً اللہ کی طرف متوجہ ہوں، توبہ وندامت کے آنسو بہائیں اور آئندہ کے لئے پختہ عزم کریں کہ پھر گناہ سرزد نہ ہو، اب اگر گناہ صادر ہو ہی گیا تو فوراً کوئی نیک عمل کرلیں، اس سے گناہ دھل جائے گا، اور آخری بات یہ ہے کہ مومن خدائی بلندیوں میں جینے والا انسان ہوتا ہے، اس لئے اس کو ہر حال میں ایک بلند کردار انسان بنا رہنا چاہئے، بلندی فکر کو کسی حال میں ختم نہ کریں، کیوں کہ خدا کے نیک اور مقبول بندے وہی قرار دئے گئے ہیں جن کے اخلاق بھی اچھے ہوں، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ **حسن الخلق خلق الله الاعظم** خوش خلقی اللہ تعالیٰ کا خلق عظیم ہے، ہم انہیں اخلاق کو اچھا کہتے ہیں جو صفات ربانی کا عکس ہیں، اور یہی ہماری زندگی کی روحانی سیر کی آخری منزل ہے، اخلاق کا اس سے بلند تر تخیل ممکن نہیں، اس لئے لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آیئے کہ یہ ایمان کا ایک حصہ ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

کھیت کی بیع میں فصل شامل ہے یا نہیں

میں نے دس کٹھا زمین بکر کے ہاتھ فروخت کی، فروختگی کے وقت اس میں دھان کی فصل لگی تھی، اتفاق سے کسی نے بھی اس بات کا تذکرہ نہیں کیا کہ بیع میں فصل بھی شامل ہوگی، جب فصل تیار ہوگئی تو میں اس کو کٹوانے گیا، خریدار نے منع کیا کہ کھیت خرید چکا ہوں، لہٰذا آپ اس کو نہیں کاٹ سکتے، میں نے کہا میں نے کھیت بیچا ہے فصل نہیں، ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

کھیت کی بیع میں فصل اس وقت شامل ہوتی ہے جب بیع میں اس کا بھی تذکرہ کیا گیا ہو ورنہ نہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں بیع کے وقت ہی اس کو واضح کردینا چاہئے تھا کہ فصل کے ساتھ زمین فروخت ہورہی ہے یا صرف زمین، اگر زمین فروخت ہورہی ہے تو فصل تیار ہونے اور کٹنے تک اس کا کرایہ بھی طے کرلینا چاہئے تاکہ بعد میں کسی طرح کا کوئی نزاع نہ ہو، اب جبکہ زمین فروخت ہوچکی ہے اور بوقت بیع فصل کا تذکرہ نہیں ہوا تو ایسی صورت میں خریدار (بکر) صرف زمین کا مالک ہوگا اور فصل آپ کی ہوگی، البتہ فروختگی کے بعد جتنے دنوں تک فصل زمین میں لگی رہی اتنے دنوں کا جو کرایہ زمین کا ہوتا ہے وہ آپ کو مشتری (خریدار) کے حوالہ کرنا ہوگا۔

"ولایدخل الزرع فی بیع الارض الابالتسمية لانه متصل به للفصل فشابه المتاع الذی فيه(هدايه ۲۵/۳)وان رضی المشتری بابقاع الزرع بأجر مثل الارض صح(الفقه الحنفی فی ثوبه الجديد۴/ ۱ ۹،باب مايدخل فی البيع ومايدخل)

خریدے ہوئے سامان کی واپسی کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا

خالد نے ایک دوکان سے واشنگ مشین خریدی اس شرط پر کہ کوئی خرابی ہوگی تو واپس کردیں گے، استعمال کرتے وقت واقعی وہ مشین خراب نکلی اب وہ واپس کرسکتا ہے یا نہیں، اور واپس کرنے میں جو بار برداری کا خرچ آئے گا وہ بائع سے لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں خالد نے اس خراب مشین کو طے شدہ معاملہ کے مطابق واپس کرسکتا ہے؛ لیکن واپس کرنے میں جو بار برداری کے اخراجات آئیں گے وہ بائع سے نہیں لے سکتا ہے؛ کیونکہ سامان بائع کے حوالہ کرنا مشتری (خریدار) کے ذمہ ہے، لہٰذا اس کا خرچ بھی مشتری کو برداشت کرنا ہوگا۔ **وجد بالمبيع الذی له حمل ومؤنة عيباورده فمونة الرد علی المشتری" (البحر الرائق ۶/ ۶۱)**

نقشہ دیکھ کر فلیٹ کی خریداری

ایک کمپنی نے اپارٹمنٹ بنانے کا منصوبہ بنایا جس میں کئی فلیٹیں ہیں، فلیٹوں کا نقشہ تیار ہے، اب وہ نقشہ دکھا کر فلیٹ فروخت کررہی ہے، لوگ جائے وقوع پر جاکر معائنہ کرتے ہیں اور نقشہ دیکھ کر فلیٹ خریدتے ہیں، رقم کی ادائیگی ایک مشت یا قسطوں میں کردیتے ہیں، کمپنی کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ایک وقت مقررہ ۳ ریا ۴ رسال تک فلیٹ کی تعمیر مکمل کرکے خریدار کے حوالہ کردے، اب ایسی صورت میں سوال یہ ہے کہ کیا فلیٹ کا صرف نقشہ دیکھ کر خریدنا جائز ہے اور کیا خریدار کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے، جب کہ اس کی تعمیر بھی مکمل نہیں ہوئی ہے؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں مشتری نے نقشہ دیکھ کر اس کے مطابق کمپنی کو مکان بنانے کا آڈر کیا اور اس کے طے شدہ قیمت کمپنی کو پیشگی ادا کردی یہ صورت بیع استصناع کی ہے جو تعامل ناس کی وجہ سے شرعاً جائز ہے۔

"ان الاستصناع جائز فی کل ماجری التعامل فيه کالقلنسوة والخف والاوانی المتخذه من الصفر والنحاس وماأشبه ذلک استحساناً(الفتاوی التاتارخانيه ۹/ ۴۰۰ کتاب البيوع)

البتہ مشتری کا اس کی تعمیر مکمل ہونے اور اس پر قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ سے پہلے بیع سے منع فرمایا ہے۔ **عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم :من ابتاع طعاما فلايبعه حتی يقبضه قال ابن عباس وأحسب کل شئی بمنزلة الطعام(صحيح لمسلم ۲/ ۵ باب بطلان بيع المبيع قبل القبض)**

زیر تعمیر مکان کا کرایہ وصول کرنا

کمپنی مجوزہ نقشہ کے مطابق فلیٹ فروخت کرتی ہے اور اس کے لئے ایک مدت متعین کرتی ہے کہ اتنی مدت تک فلیٹ تیار کرکے خریدار کے حوالہ کردینا ہے؛ لیکن اگر متعینہ مدت تک فلیٹ تیار نہیں ہوسکی تو اس کے بعد کمپنی اس زیر تعمیر فلیٹ کا کرایہ خریدار کو دیتی ہے، سوال یہ ہے کہ یہ کرایہ لینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

کرایہ منفعت کا عوض ہوتا ہے اور صورت مسئولہ میں فلیٹ کی تعمیر مکمل نہ ہونے کی وجہ سے منفعت (رہائش وغیرہ) کا بھی تصور نہیں پس یہ کرایہ بغیر کسی عوض کے ہوا جو شرعاً درست نہیں ہے، لہٰذا زیر تعمیر فلیٹ کا کرایہ لینا بھی درست نہیں ہے۔ **هی تمليک نفع.... بعوض(الدر المختار علی صدر ردالمحتار ۹/ ۴، کتاب الاجاره)فقط**

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 04 مورخہ ۱۱/جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۵/جنوری ۲۰۲۱ء روز سوموار

بنیادی دینی تعلیم کی ضرورت

گذشتہ چند سالوں میں تعلیم کے مسئلہ پر مسلمانوں میں بیداری آئی ہے، کنونٹ، پرائیوٹ تعلیمی ادارے اور سرکاری اسکولوں میں مسلم بچے بچیوں کا تناسب تیزی سے بڑھا ہے، سہولتیں بھی پیدا ہوئی ہیں، مکاتب اور مدارس میں بھی طلبہ پہونچ رہے ہیں؛ یہ رجوع اس قدر بڑھا ہے کہ بہت سارے مدارس میں طلبہ کا داخلہ جگہ اور وسائل کی قلت کی وجہ سے نہیں ہو پا رہا ہے، یہی حال معیاری اسکولوں اور کنونٹ کا ہے، بڑی بڑی رقمیں دینے اور بہت سارے اوقات صرف کرنے اور سفارشوں کے باوجود، داخلے میں پریشانیوں کا سامنا ہے، امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب ؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''اب تعلیم کے سلسلے میں معاملہ بے کسی اور بے بسی کا نہیں ہے، اگر کوئی نہیں پڑھ رہا ہے تو یہ بے حسی ہے، گارجین کی اور ان لوگوں کی جن کی سرپرستی بچوں کو حاصل ہے۔''

اس خوش کن صورت حال کے باوجود مکاتب اور مدارس کے دائرے سے باہر نکلیے تو ہمارے بچے جن اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان میں سے بیش تر میں بنیادی دینی تعلیم کا یا تو نظم ہی نہیں ہے یا ہے تو برائے نام ہے، دوسرے موضوعات کی طرح اس پر توجہ نہیں ہے، جس کی وجہ سے ہمارے طلبہ وطالبات بنیادی دینی تعلیم سے دور رہ جاتے ہیں، اور ان کی دینی زندگی متاثر ہوتی ہے اور وہ بیش تر حالات میں دین سے نابلد اور عمل سے دور ہو کر زندگی گذارتے ہیں، اس افسوس ناک صورت حال کا حل یہ ہے کہ ہمارے اسکول اور کنونٹ جو مسلمانوں کے ذریعہ چلائے جا رہے ہیں، ان میں بنیادی دینی تعلیم کا مناسب اور معقول انتظام لازماً کیا جائے اور دوسرے موضوعات کی طرح اس پر خصوصی توجہ دی جائے، تاکہ وہاں سے نکلنے والے طلبہ دینی تعلیم وتربیت سے پورے طور پر آراستہ ہوں، جو ادارے دوسروں کے قبضے میں ہیں، ان میں ایسا دباؤ بنایا جائے کہ وہ مسلم بچوں کے لیے مناسب دینی تعلیم کا نظم کریں۔ ایک طریقہ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے یہ بتایا ہے کہ بچوں کے لیے دینی اقامت گاہیں بنائی جائیں، جن میں اسکول کے بعد کا وقت بچے وہاں گذاریں اور کچھ اوقات ان کے لیے مختص کر دیا جائے کہ ان اوقات میں بچے دینیات پڑھ لیں، اقامت گاہیں اسلامی تربیت کا بھی مرکز ہوں جن میں بچوں کی نشو ونما اسلامی اقدار کے ساتھ کی جائے، اسے ایک زمانہ میں ''گیلانی اقامت گاہ'' کا نام دیا گیا تھا، یہ شکل صرفہ والی ہے؛ لیکن اوپر والی دونوں شکلوں سے زیادہ کارآمد ہے، نئی تعلیمی پالیسی کے نافذ ہونے کے بعد بنیادی دینی تعلیم کی فراہمی کا سب سے اہم ذریعہ گاؤں کی سطح پر چھوٹے چھوٹے صباحی اور مسائی مکاتب کے مؤثر، منظم اور مربوط نظام کا قیام ہے، ان مکاتب میں بچے بچیوں کو دینیات کا نصاب پڑھایا جائے، تاکہ وہ دین کی بنیادی تعلیم، اسلامی تہذیب اور صحیح عقائد سے باخبر ہو کر زندگی گذار سکیں امارت شرعیہ اس سلسلہ میں کافی فکرمند ہے اور وہ چاہتی ہے کہ اسکول کے ذمہ دار اپنے اسکولوں میں دینیات کا کورس چلائیں، اس کام میں گارجین حضرات کی دلچسپی کی بھی ضرورت ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قریب کے مکاتب ومدارس اور مساجد کے ائمہ کرام کی خدمت میں بھیجنے کو یقینی بنائیں، بچے تو بچے ہوتے ہیں، گارجین حضرات کی دلچسپی نہیں ہوگی تو وہ سارا وقت کھیل کود میں برباد کر دیں گے، اس کورس میں داخل ہونے سے ان کا وقت ضائع ہونے سے بچ جائے گا اور غیر شعوری طور پر انہیں وقت کی قدر وقیمت کا بھی اندازہ ہوگا، جس سے وہ آئندہ زندگی میں فائدہ اٹھا سکیں گے، ائمہ حضرات جمعہ کی نماز سے قبل اگر اس موضوع کو اپنی تقریر کا موضوع بنائیں تو یہ منصوبہ تحریک کی شکل اختیار کر سکتا ہے، حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے حکم پر امارت شرعیہ نے بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، عصری تعلیمی اداروں کے قیام اور اردو زبان کے تحفظ کے لیے یکم فروری ۲۰۲۱ء سے ''ہفتہ برائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو'' منانے کا فیصلہ کیا ہے، جس کا مقصد ملت کے خواص حضرات میں نئی نسلوں کی بنیادی دینی تربیت اور عصری اعلیٰ تعلیم کے تئیں فکر پیدا کرنی ہے ہمیں ہر سطح پر اس تحریک کو کامیاب کرنا چاہیے۔ ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ جو لوگ اس کام کو کر سکتے ہیں وہ اپنی خدمات رضا کارانہ طور پر ملت کے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے فارغ کریں اور اس کے لئے تحریک چلائیں انشاء اللہ تحریک کے دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔

جشنِ جمہوریت

آزاد ہندوستان کی تاریخ میں ۲۶/جنوری اور ۱۵/اگست کو خاص اہمیت حاصل ہے، ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو ''بھارت آزادی ایکٹ'' (10,11GEO6C.30) کے تحت ہندوستان آزاد ہوا، اور ۲۶/جنوری ۱۹۵۰ء کو ہندوستانی آئین نے ۱۹۳۵ء سے جاری دستور کو کالعدم قرار دے کر ہندوستانی دستور کو نافذ کرنے کا فیصلہ کیا، یہ دستور ۲۶/نومبر ۱۹۴۹ء کو دستور ساز اسمبلی میں پاس ہو چکا تھا، انتظار دوسرے ۲۶/جنوری کا کیا گیا کیونکہ ۲۶/جنوری ۱۹۳۰ء کو انڈین نیشنل کانگریس نے پہلی بار مکمل آزادی کی تجویز پاس کی تھی، اس طرح دیکھیں تو ۲۶/جنوری کی اہمیت غلام ہندوستان کی تاریخ میں پہلے سے موجود تھی۔

اس دستور کے نفاذ سے ملک جمہوری قرار پایا اور آج یہ دنیا کے سب سے بڑے جمہوری ملک کے طور پر جانا جاتا ہے، اس تاریخی دن کی یاد میں پورے ملک میں ترنگا لہرایا جاتا ہے اور خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے، مرکزی پروگرام کا انعقاد دہلی میں انڈیا گیٹ پر ہوتا ہے، جہاں شہیدوں کی یاد میں روشن امر جیوتی پر وزیر اعظم اور ان کے رفقاء حاضری دیتے ہیں، اور ملک پر جان نثار کرنے والوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، اس کے بعد صدر جمہوریہ کی حاضری ہوتی ہے اور ان کی صدارت میں جشن جمہوریت پروگرام کا آغاز ہوتا ہے، اس موقع سے دوسرے ملک کے صدر، وزیر اعظم وغیرہ کو بھی مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا جاتا ہے جو ہماری طاقت، ترقی اور خودمختاری سے متعلق مظاہروں کے چشم دید گواہ ہوتے ہیں، غیر ملکی مہمانوں کے انتخاب میں اس بات کا دھیان رکھا جاتا ہے کہ اس ملک سے ہندوستان کے تعلقات ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی سطح پر استوار ہوں، بھوٹان، سری لنکا، فرانس، روس اور برطانیہ کو اس جشن میں بار بار مدعو کیا جاتا رہا ہے، اس بار بھی برطانیہ کے وزیر اعظم مدعو تھے؛ لیکن کوویڈ 19 کی وجہ سے انہوں نے معذرت کر دی پھر غیر معروف ملک کے ہندوستانی نژاد وزیر اعظم کو مدعو کیا گیا ہے۔

جشن جمہوریت کا پروگرام ٹی وی پر براہ راست نشر ہوتا ہے، اس کے باوجود بڑی تعداد میں تماش بین دیر رات سے ہی پریڈ گراؤنڈ پر موجود ہوتے ہیں، ایک امنگ، ایک خوشی کا ماحول ہر سو ہوتا ہے اور ہم تھوڑی دیر کے لیے ملکی مسائل، عدم رواداری کے واقعات اور جمہوری قدروں کی جو پامالی مختلف موقعوں سے ہوتی رہی ہے، اس کو بھول جاتے ہیں؛ حالاں کہ یہ دن ماضی کی یاد، حال کے محاسبہ اور مستقبل کے لیے یوم عہد ہے، ہمیں چاہیے کہ اس دن مجاہدین آزادی کی قربانیوں کو یاد کریں، ان کو بھی جن کے نام مشہور ومعروف ہیں اور انہیں بھی جنہیں ملک بھولتا جا رہا ہے یا بھلانے کی دانستہ کوشش کی جا رہی ہے، آزادی کے پچاس سال پورے ہونے پر قاضی مجاہد الاسلام قاسمی نور اللہ مرقدہ نے کاروان آزادی نکال کر اور ہر علاقے کے گم نام مجاہدین پر مضامین ومقالات اور کتابچہ چھپوا کر اچھے کام کا آغاز کیا تھا، اس سلسلے کو جاری رکھنا چاہئے اور ایسے تمام شہیدوں پر مضامین ومقالات لکھے جانے چاہیے، جو ہماری نظروں سے اوجھل ہیں، تاکہ ان کے ساتھ زیادتی کا جو سلسلہ برسوں سے جاری ہے، ختم ہو، حال کے محاسبہ میں ہمیں دیکھنا چاہیے کہ جمہوری اقدار اور عمل میں کس قدر تال میل ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے ان قدروں کو کہیں کھو دیا، جو بڑوں نے اس ملک کی سالمیت، بقا اور تحفظ کے لیے ہمارے حوالے کیا تھا، جس کی وجہ سے دستور ساز اداروں میں جمہوری قدروں کی پامالی ہو رہی ہے اور پارلیامنٹ میدان جنگ بن کر رہ گیا ہے، ایوان کے اجلاس کے دوران موبائل پر فحش فلم دیکھنا، سوالات اٹھانے کے لیے ممبران کا رشوت لینا، یہ اور اس جیسے دوسرے واقعات جمہوری اقدار کے منافی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہوریت ہمارے خون وخمیر کا حصہ نہیں بن سکا، قانون کی بالادستی ختم ہو کر رہ گئی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جمہوریت اور سیکولرزم ایک نعرہ بن کر رہ گیا ہے، جو سیاسی ہتھکنڈے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، جشن جمہوریت کے اس موقعہ پر ہم سب کو اس کا بھی محاسبہ کرنا چاہئے کہ آزادی کے بعد ملک نے اقتصادی، تعلیمی اور سماجی اعتبار سے کس حد تک ترقی کی ہے، کہاں کہاں کے منصوبے پورے ہوئے اور کہاں رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔ مستقبل کے حوالہ سے ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم اس ملک کی جمہوری روایت پر آنچ نہیں آنے دیں گے اور نہ ہی دوسروں کو ایسا کچھ کرنے دیں گے؛ جس سے اس ملک کا جمہوری ڈھانچہ شکست وریخت اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو، ہم لوگوں سے ان امور پر عہد لیں اور خود بھی عہد کریں، اگر ہر ریاست، ضلع، بلاک، تعلیمی ادارے اسکول اور مدارس میں ۲۶/جنوری کے موقع پر ہم یہ کام کر لیں تو یہ ملک کے لیے انتہائی مفید اور کارآمد تقریب ہوگی، جس کے اثرات سے سماج کے ہر طبقہ کو فائدہ پہونچے گا۔

لوجپا میں بھگدڑ

سابق مرکزی وزیر مسٹر رام ولاس پاسوان کی لوک جن شکتی پارٹی اب ٹوٹ پھوٹ کے دہانے پر کھڑی ہے جب تک رام ولاس جی زندہ رہے ان کی پارٹی میں زندگی اور توانائی رہی، وہ اپنی سیاسی حکمت عملی ودور اندیشی سے پارٹی چلاتے رہے، سیاسی اتار چڑھاؤ میں کشتی کو منجدھار سے بچا لے جاتے، کبھی کبھی دریا کی طغیانی میں اس کو بہاؤ پر چھوڑ دیتے، ہوا کے رخ پر خود کو بھی ڈال دیتے، ان کا یہ سیاسی انداز مرکز میں بڑا اثر ودبدبہ رکھتا تھا، وہ اپنی یہ خوبی اپنے ساتھ لے کر چلے گئے، حالانکہ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے لڑکے چراغ پاسوان کو یہ سب داؤ پیچ اور گر سکھائے تھے، مگر ایسا لگتا ہے کہ یہ ٹلکیک ان کے صاحبزادے کے اندر پورے طور پر منتقل نہیں ہو سکا، جس کا خمیازہ لوجپا کو بھگتنا پڑ رہا ہے، ان کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اس وقت پارٹی منتشر ہو رہی ہے، ان کے لیڈران پارٹی چھوڑ کر دوسری پارٹیوں کا دامن تھامنے میں لگ گئے ہیں، اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حالیہ بہار اسمبلی میں لوجپا کی کراری شکست نے پارٹی کو حاشیہ پر لا کر کھڑا کر دیا ہے، اور آنے والے تاریک دنوں کے اندیشے نے اس کے ورکروں کو اور بھی مایوس کر دیا، پارٹی کے درجن بھر باغی لیڈروں کا الزام ہے کہ چراغ پاسوان نے رام بلاس پاسوان کے خوابوں کو چکنا چور کیا کہ اسمبلی انتخاب میں پرشانت کشور کے ساتھ مل کر کام کر کے بڑی غلطی کی، ساتھ ہی نتیش کمار کو شکست دینے کے لئے کانگریس اور دوسری پارٹیوں سے پیسہ لے کر کھیل کیا گیا، جس کی وجہ سے پارٹی کو یہ دن دیکھنا پڑا، اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ۲۰۲۰ء کے بہار الیکشن میں سیٹوں کی تقسیم میں بڑی دھاندلی ہوئی، بہت سے امیدواروں سے پیسے لئے گئے، بڑے پیمانے پر خرید وفروخت ہوئی، جو امیدوار کامیاب ہوا اس کو اپنی قسمت پر ناز ہے کہ بازی مار لیا؛ لیکن جو شکست وریخت سے دوچار ہوا وہ کف افسوس مل رہا ہے کہ کاش فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

شاہنواز حسین کا پرموشن-یاڈِموشن

بہار قانون ساز کونسل کی دو خالی نشستوں پر بی جے پی نے ایک سیٹ پر اپنے اتحادی جماعت وی آئی پی کے صدر مکیش سہنی کو این ڈی اے کی جانب سے امیدوار بنایا جبکہ دوسری سیٹ کے لیے پارٹی کے قومی ترجمان شاہنواز حسین کو امیدوار بنایا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس وقت این ڈی اے اتحاد کے پاس اسمبلی میں اکثریت کے لحاظ سے ۱۲۵/ایم ایل اے ہیں، جو ۱۲۲/کی اکثریت کے اعداد وشمار سے تین زیادہ ہیں، اس لئے ان دونوں کا کونسل کے لئے منتخب ہو جانا تقریباً طے ہے، شاہنواز حسین پارٹی کے سینئر لیڈروں میں شمار ہوتے ہیں اور بہار سے تعلق رکھتے ہیں، ساتھ ہی وہ ماضی میں این ڈی اے حکومت میں متعدد بار مرکزی وزیر بھی رہ چکے ہیں، اس لئے پارٹی نے ان کو نامزد کیا ہے، مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ مسٹر نریندر مودی کے دور اقتدار میں انہیں نہ تو راجیہ سبھا کا ممبر بنایا گیا اور نہ ہی مرکزی کابینہ میں شامل کیا گیا، اب چونکہ بہار کے اسمبلی انتخاب میں این ڈی اے کی اتحادی جماعت کو اکثریت ملی ہے، اور یہاں کابینہ میں کوئی مسلم وزیر بھی نہیں ہے تو اس خلا کو پر کرنے اور انہیں قانون ساز کونسل میں لا کر نتیش کمار کابینہ میں وزیر بنانے کا ارادہ ہے؛ لیکن اس سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ شاہنواز حسین کو قومی سیاست سے ریاست کی سیاست میں اتارنا کیا اس سے کوئی سیاسی ہلچل پیدا کرنا تو نہیں؟ یا اعلیٰ سے ادنی بنانے کا فیصلہ ان کے لئے اعزاز واکرام ہے یا سزا۔ اسے پرموشن مانا جائے یا ڈِموشن۔

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحیؒ

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ

جی ہاں! طویل عمر پاکر، بیماری، کمزوری، معذوری سے گذر کر ہمارے مفتی صاحب اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انھیں چادرِ رحمت میں جگہ دے، لطف وعنایت کے سایہ میں رکھے، ان کے اگلے تمام مرحلوں کو آسان تر اور خوب سے خوب تر بنائے۔ آمین یارب العالمین

جانا ہر شخص کا مقدر ہے، زندگی کی بیماری جسے لگ گئی، اسے مرنا ہے، کیا عالم کیا جاہل، کیا امیر کیا فقیر، کیا شاہ کیا گدا، جانا سب کو ہے۔ سانسوں کی تعداد اس کا سرمایۂ حیات ہے، یہ تعداد پوری ہوئی اور جسم کا رشتہ روح سے ٹوٹا، یہی نظام الٰہی ہے، اور یہی ہر زندگی کا تجربہ! کیسے کیسے مخلصین، عزیز واقارب، اساتذہ اور میرے شاگرد دیکھتے دیکھتے دنیا سے چلے گئے، سبھوں کا غم جھیل گیا، دل پہ کیا بیتی، کیا کہوں! حضرت مفتی صاحب کا غم میرے لیے بالکل جدا سا غم ہے، طالب علمی اور دیوبند کے زمانہ میں وہ میرے مشفق کرم فرما رہے، میری معمولی سی تحریری زندگی میں ان کے مشورہ اور ان کی رہ نمائی کا بھی دخل ہے، والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ میرے بہترین وکیل تھے، یہاں وہاں وہ میرے "حقوق" کے ہمیشہ محافظ رہے اور والد ماجد علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد، وہ ان گنے چنے بزرگوں میں رہے، جن کی نگاہ میں ذرا فرق نہیں آیا۔ اور وہ ہر مرحلہ زندگی میں اپنی تمام شفقتوں، عنایتوں کے ساتھ چٹان بن کر میرے لیے کھڑے رہے اور کبھی دروغ مصلحت آمیز کو راہ نہ دی، جو اس دور کا وطیرہ ہے اور لوگوں کی نگاہوں میں رفعِ درجات کا نسخہ! وہ اُن بزرگوں میں تھے، جنھوں نے ماضی کی روایتوں کو تابندہ کیا، وہ ماضی کو حال سے جوڑنے والی مضبوط کڑی تھے، قریب کے دنوں میں جن بزرگوں کی شرافت وروایت، اخلاق اور خورد نوازی نے دل ودماغ پر گداز اثر چھوڑا اور جن کی یادرات کی تنہائیوں میں دل کو برماتی ہے، ان میں ہمارے مفتی صاحب اور میرے چچا مولانا مرغوب الرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے نُمایاں ہیں۔ دونوں کے طرز وانداز الگ تھے، مگر جو چیز قدر مشترک تھی، وہ بے پناہ شفقت، بے ریا تعلق، اخلاص کی حدوں کو چھوتا ہوا ـــ یہ شفقتیں میری یادوں کا گنج گراں مایہ ہیں۔

حضرت مفتی صاحب کو پہلے پہل، کتب خانہ رحمانیہ کے افتتاح کے موقع پر ۱۹۵۶ء میں دیکھا تھا، اس کتب خانہ کی بنیاد مجھ سے اور میرے برادر بزرگوار سے رکھوائی گئی تھی، دو سال کا عرصہ گذرا، اس کا افتتاح ہو رہا تھا، اس موقعہ پر اسلامیان ہند کے شمس وقمر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحبؒ جلوہ افروز تھے، حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانیؒ کیسے نہ ہوتے، ان کی حیثیت والد ماجد کے استاد ومربی اور میرے خاندان کے ایک فرد کی سی تھی، کتب خانہ کا ہال علما کرام اور عمائدین سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت مفتی صاحب اسلامی کتب خانوں کی تاریخ پیش کر رہے تھے، لکیر دار کاغذ جو کم وبیش چار انچ چوڑا اور ڈیڑھ فٹ لانبا تھا، ایسی کئی سلپ پر حضرت مفتی صاحب کا مقالہ مشتمل تھا، چشمہ ہاتھ میں دبا ہوا اور کاغذ کو نگاہ سے قریب کیے مائک پر کھڑے وہ مقالہ پڑھ رہے تھے، یہ ان کی پہلی تصویر ہے جو نگاہوں میں جمی ہے اور حافظہ میں پورے طور پر محفوظ ہے۔ مقالہ مکمل ہوا، تو اہل علم نے داد وتحسین کے کلمات کہے، حضرت حکیم الاسلام مولانا محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نیم ایستادہ ہو کر داد دی، کلمات تو یاد نہیں، انداز اب بھی نگاہوں میں ہے۔

کتب خانوں کی تاریخ پر بھرپور مقالہ تھا، جو کتب خانہ کے افتتاح کے موقعہ پر پڑھا گیا، اور لوگوں کو مزہ دے گیا، کتب خانہ رحمانیہ کی عمارت بہت بڑی نہیں ہے، جو خاص بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ عمارت کتب خانہ کی ضرورت کو سامنے رکھ کر بنائی گئی تھی، ساری الماریاں دیوار میں فٹ، کھڑکیاں اپنی جگہ کھلتی ہیں۔ کسی الماری یا رکاوٹ کی وجہ سے کھڑکیاں ادھ کھلی نہیں رہتیں، بیچ میں ملٹی پرپس ہال۔ ہر تقریب کے لیے مناسب اور محفوظ، جناب اے کلام صاحب بحیثیت صدر جمہوریہ خانقاہ آئے، تو اسی ہال میں ان کا خطاب ہوا۔ اور بال وپر چھیلنے والے سیکوریٹی عملہ نے اس کتب خانہ کو ہر لحاظ سے محفوظ پایا، اور پسند کیا۔ کتب خانہ کا کام شروع ہو چکا تھا۔ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ تشریف لائے۔ مسجد میں نماز پڑھی، والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے کتب خانہ کا پورا نقشہ لفظوں میں کھینچ دیا۔ نیچے حوض ہوگا، جسے وضوخانہ کے طور پر بھی استعمال کیا جائے گا، اوپر...... ساری تفصیلات بیان کی گئیں۔ حضرت گیلانیؒ نے تفصیل سن کر قرآن پاک کا ایک ٹکڑا پڑھ دیا ـــ جنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ـــ بات حوض پر کتب خانہ کی عمارت کی تھی، حضرت گیلانیؒ نے بات کہاں سے کہاں پہونچادی، وہ خاک کو کاخ تک پہونچانے کا فن جانتے تھے ـــ یہ ساری تفصیل مجھ سے حضرت مفتی صاحب نے بیان کیا، جو اُس وقت اُن بزرگوں کے ہمراہ مسجد میں کھڑے تھے!

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب میں جامعہ رحمانی میں ہدایہ پڑھ رہا تھا، حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے طے کیا کہ مجھے فتویٰ نویسی کی مشق کرنی چاہیے، امارت شرعیہ کے دارالافتاء خانقاہ مونگیر سے روزانہ دو تین لفافے چنتے، دو آسان سوال کے اور ایک مشکل، اور مجھے روزانہ اُن کا جواب لکھنا تھا ـــ علیحدہ کاغذ پر جواب لکھتا اور پن کر کے حضرت مرحوم کی خدمت میں پیش کرتا اور باقاعدہ اصلاح ہوتی، مسئلہ آسان ہو یا مشکل، ہر سوال کے جواب میں فقہ وفتاویٰ کی عربی عبارتوں کا حوالہ ضروری تھا، اسی دوران ہمارے مفتی صاحب تشریف لائے، تو میرے جوابات اُنھوں نے بھی دیکھنا شروع کیا اور جواب کے الفاظ کی اصلاح سے لے کر حوالوں کے اہتمام میں اضافہ کر دیا ـــ اس مرحلۂ تربیت نے مجھے دونوں بزرگوں سے بہت کچھ سمجھنے اور سیکھنے کا موقعہ دیا۔

کبھی کبھی یہ فتاوے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتے اور وہاں مجھ سے جرح ہوتی، اس لفظ کو اس طرح کیوں لکھا؟ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ تعبیر یہ سمجھ میں آنے والی ہے، مگر تم نے قدوری کا ترجمہ لکھ دیا ـــ آسان زبان لکھنے کی پہلی مشق میری اسی دانش کدہ میں ہوئی۔ مفتی صاحب اور حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمہم اللہ کی مشترک خصوصیت یہ تھی کہ بڑی ہمت افزائی کرتے تھے، اور اصلاح کرتے تو لگتا تھا کہ مشورہ دے رہے ہیں ـــ اس طرح سیکھنے میں جو حجابات آجاتے ہیں، وہ نہیں آئے اور اتنا کچھ میں نے سیکھا جو میرا مقدر تھا ـــ بلاشبہ اس انداز تربیت نے میری زندگی، میرے علم، میرے قلم پر گہرا اثر چھوڑا۔ یہ تو بچپن کی یادیں اور باتیں ہیں، لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم ـــ شعور کی کلیاں چٹخیں تو مجھے دارالعلوم ندوۃ العلماء اور پھر دارالعلوم دیوبند بھیج دیا گیا، ان دونوں دانش گاہوں میں جو کچھ خزینہ اور دفینہ میرے لیے تھا، میں نے سنبھال کر اٹھالیا، دارالعلوم دیوبند میں ساڑھے تین سال گذارے اور یہ پورا عرصہ حضرت مفتی صاحب کے زیر سایہ گذرا، اس عرصہ میں انھیں دیکھنے، سمجھنے، برتنے اور ان سے سیکھنے کا موقعہ ہاتھ آیا، انھیں دنوں میری سماجی زندگی کی آزادانہ تربیت ہوئی، دارالعلوم کے "باشندہ" کی حیثیت سے بہت سے نشیب وفراز دیکھے، عظمتوں کے سامنے نگاہیں ہی نہیں دل بھی جھکا۔ کینوں اور فتنوں کا بھی مشاہدہ ہوا، دارالعلوم کی اسٹرائکیں بھی دیکھیں اور اسٹرائک کے سبب کی تصنیف کی "ذہانت" بھی نگاہوں میں آئی، ان ہنگاموں میں اچھے اچھے تناور درختوں کو خس وخاشاک کی طرح بہتا دیکھا۔ جو چند حضرات اپنی جگہ جمے ہوئے مطمئن نظر آئے اُن میں مفتی صاحب کی ذات بھی تھی، ایسا نہیں تھا کہ اُنھیں واقفیت نہ رہی ہو، وہ واقعات کی تہ در تہ تک پہونچتے اور ان پر پوری تفصیل سے تبصرہ اور تنقید کرتے، خاص بات یہ تھی کہ وہ نہ کبھی خوف زدہ ہوئے اور نہ غیر مطمئن۔

حضرت مفتی صاحب قدرے قلیل پر اکتفاء کا مزاج رکھتے تھے، جب تک دارالعلوم میں رہے طالب علمانہ زندگی گذاری، بوریہ نشینی کو عزیز رکھا، دارالعلوم کے قیام کے آخری دور تک ٹاٹ ہی کمرے میں بچھا رہا، تقریباً آدھے کمرے پر کتابوں کا قبضہ تھا، ایک کونہ میں چارپائی، ملکے سے بستر کے ساتھ ـــ مفتی صاحب کی اس سادگی میں کوئی حسن کوئی پرکاری نہ تھی، پھر بھی "سبھی اندازِ حسن پیارے ہیں..... ہم مگر سادگی کے مارے ہیں" اس سادگی؛ بلکہ ایک حد تک کسمپرسی میں بڑا وقار تھا، اور محسوس ہوتا تھا کہ ماضی کی کڑی ان کے دم سے حال سے جڑی ہوئی ہے۔

حضرت مفتی صاحب کے کاموں کا انداز بھی بڑا پیارا تھا، کام کبھی ان پر سوار نہ ہوتا، مگر اپنے کام کی لگام ہمیشہ اُن کے ہاتھ میں ہوتی، نہ محنت کا تذکرہ، نہ پریشانیوں کا شکوہ، نہ مشغولیتوں کا بہانہ اور نہ مصروفیتوں کا اعلان بے ہنگام، نسیم صبح کی طرح وہ کاموں میں رواں رہتے اور روز اپنا نشانہ پورا کرتے ـــ ان کا معمول یہ تھا کہ وہ روزانہ صبح میں چائے سے فارغ ہو کر اپنی جگہ پہونچ جاتے اور یکسوئی کے ساتھ تین ساڑھے تین گھنٹے کام کرتے، اس وقت نہ کسی کی لفظی ضیافت کرتے، نہ چائے سے۔ بارہا کا تجربہ ہے کہ سامنے گذر جایئے، انھیں پتہ بھی نہیں چلتا تھا ـــ اپنی دنیا میں مگن اور ہر کس وناکس سے بے نیاز، ایسے میں کوئی "تعلق کا دعویدار" آ بھی گیا، تو بات ہاں ہوں سے آگے نہیں بڑھی، اور وہ تعلق والا ثبوت وشہادت کے دوسرے مواقع ڈھونڈنے میں ہی اپنی خیر سمجھتا اور راہ لیتا۔ اس طریقہ کار نے مفتی صاحب کے کاموں میں تسلسل قائم رکھا اور بڑی برکت ہوئی، وہ جو حدیث شریف میں ہے "احب الاعمال عند اللہ ادومہا" (اللہ کو سب سے زیادہ پسند وہ کام ہے، جسے پابندی سے کیا جائے)۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

مولانا سید ابواختر قاسمی - حیات وخدمات

: مولانا رضوان احمد ندوی

زیر نظر کتاب بہار کے ممتاز عالم دین اور بے مثال خطیب، حضرت مولانا سید ابواختر صاحب قاسمی کی سیرت وشخصیت، احوال وآثار اور علمی کارناموں کا ایک مرقع ہے، اللہ انہیں تادیر زندہ وسلامت رکھے کہ آپ صوبہ بہار کے ضلع بیگوسرائے کی بستی پیرول کے باشندہ ہیں، وہیں ابتدائی تعلیم وتربیت پائی، پھر مدرسہ حمیدیہ گودنا چھپرہ اور مدرسہ عالیہ ڈھاکہ (مغربی بنگال) میں متوسطات تک کی کتابیں پڑھیں، اعلیٰ تعلیم کے لئے دو سال دارالعلوم دیوبند میں گذارا اور سند فضیلت پائی، فراغت کے بعد جامعہ رحمانی مونگیر میں درس وتدریس کے مسند پر جلوہ فگن ہوئے، وہاں سے الگ ہونے کے بعد چند مہینے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی سرپرستی میں بھی رہے اور آخر میں شہر دربھنگہ کو اپنی تعلیمی اور اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز بنایا، مدرسہ امدادیہ لہریاسرائے اور شفیع مسلم ہائی اسکول میں استاذ کی حیثیت سے لانبے عرصہ تک دینی خدمت انجام دی، اس وقت آپ مدرسہ اسلامیہ جھگڑوا دربھنگہ کے سکریٹری ہیں، مولانا قاسمی شمالی بہار کے دیہی وشہری علاقوں میں درس وتدریس کے علاوہ سحر انگیز خطابت وظرافت میں کافی شہرہ رکھتے ہیں، اللہ نے انہیں اس میدان میں خاص ملکہ عطا فرمایا ہے، ان کی نکتہ سنج گفتگو کے سبھی لوگ گرویدہ رہتے ہیں، میں بھی ان کی خوش طبعی، ظرافت اور خوش مذاقی کا مداح ہوں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملت کو ان کی نکتہ آفرینی سے تادیر فائدہ پہونچائے، ضرورت متقاضی تھی کہ ایسے صاحب فضل وکمال اور زندہ دل شخصیت کے واقعات زندگی کو منظر عام پر لایا جائے تاکہ نئی نسلیں ان سے سبق حاصل کریں، میں مبارکباد دیتا ہوں عہد حاضر کے تجربہ کار جواں سال صحافی عزیز محترم محمد عارف اقبال کو، جنہوں نے ممتاز اصحاب قلم کی نگارشات کو یکجا کر کے کتاب مرتب کی، موصوف کو صحافت ونثر نگاری اور تصنیف وتالیف کا اچھا ذوق ہے، انہوں نے ماضی میں امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ کی دینی وعلمی شخصیت اور تنظیمی صلاحیت پر ایک جامع کتاب "میر کارواں" کے نام سے مرتب کر کے شائع کرائی، اس لحاظ سے انہوں نے عصر حاضر کے ممتاز محسنوں کی قدر شناسی کی ایک اچھی مثال قائم کی، میں عزیز محترم کے اس جذبہ خلوص کی قدر کرتا ہوں اور ان کی صحت وعافیت کے لیے دعاء گو بھی ہوں۔ انہوں نے ۴۷۸ صفحات پر مشتمل پیش نظر کتاب میں مولانا قاسمی کے حالات زندگی اور کارناموں کو چھ ابواب میں تقسیم کیا، کتاب کے شروع میں مولانا کی عظمت وکمال پر نامور علماء ودانشور کے تہنیتی اقتباسات درج کئے، اس کے بعد صاحب کتاب کے دعائیہ کلمات اور زندگی کے تجربات وپیغامات کو شامل کیا جو بڑی اہمیت کے حامل ہیں، بعد ازاں ۱۲ ممتاز اکابر علماء ودانشور کے قلبی تاثرات کو زیب قرطاس کیا گیا، جس سے کتاب دو آتشہ ہو گئی۔

اس کتاب پر مرتب کتاب کا ایک تفصیلی معلوماتی مقدمہ بھی ہے، جس میں انہوں نے عہد طفولیت سے تادم ایں مولانا کی زندگی کے خدوخال کی بہت عمدہ عکاسی کی ہے جو قابل مطالعہ ہے، کتاب کی ترتیب ومضامین میں بھی تنوع ہے، میں نے کتاب کے چند اوراق بہت غور سے پڑھے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہم کسی داستان کا مطالعہ کر رہے ہیں، کہیں بھی اکتاہٹ یا تشنگی کا احساس نہیں ہوتا، اس سے مولانا کی زندگی اور کارناموں کے ہر رخ کی جھلک نگاہ کے سامنے آجاتی ہے، بلکہ بعض ایسے گوشے بھی سامنے آجاتے ہیں جو کم ہی لوگوں کے علم میں ہیں، مرتب نے کتاب کو بڑی محنت اور دلچسپی سے ترتیب دیا، انہوں نے قلم کاروں سے مضمون کے لئے بار بار رابطہ کیا، اس کے لئے سفر کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، اس طرح یہ کتاب صوری اور معنوی دونوں حیثیت سے دلکش وجاذب نظر ہے، سرورق سے پس ورق تک کاغذ وطباعت سب معیاری اور پرکشش ہے، ہاں کہیں کہیں کمپوزنگ کی غلطیاں راہ پا گئی ہیں، امید ہے کہ اہل ذوق اس سے صرف نظر کریں گے اور مولانا کی زندگی اور کارناموں کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس کا مطالعہ ضرور کریں گے، خاص کر سیرت وسوانح سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے لئے یہ کتاب ایک علمی تحفہ ہے، انہیں ضرور مطالعہ کرنا چاہیے، کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کی وجہ سے پانچ سو روپے قیمت رکھی گئی ہے، مگر اصحاب ذوق اپنے حسن تدبیر سے مرتب کتاب محمد عارف اقبال کے موبائل نمبر 7717734597 پر گفت وشنید کے ذریعہ معاملہ طے کر سکتے ہیں، ویسے اس کتاب کو شہر پٹنہ کے بک امپوریم سبزی باغ اور شہر دربھنگہ کے مدرسہ اسلامیہ جھگڑوا کے پتوں پر بھی رابطہ کر کے طلب کر سکتے ہیں۔

اصلاح معاشرہ میں عورت کا کردار

مفتی عمران اللہ مرادآباد

موجودہ دور میں عریانیت اور بے حیائی سیلاب کی مانند بڑھتی جارہی ہے، عبادات سے غفلت، نیک اعمال سے بے رغبتی اور احکام شریعت سے دوری روز افزوں ہے، فضول کاموں اور لغویات میں رغبت کوئی تہذیب کا تقاضا سمجھا جارہا ہے، اور بالخصوص نوجوان نسل تو اہل مغرب کی نقل اور ان کی پیروی میں اس قدر مست و مگن ہے کہ اس کو ماسوا کا ذرہ برابر خیال ولحاظ نہیں، اسی وجہ سے معاشرہ کا فساد و بگاڑ انتہا کو پہنچا ہوا ہے، جنسی انارکی خواہشات کی بے راہ روی اور نفسانی حرص وغیرہ سبھی برائیاں اپنی حدیں پار کرچکی ہیں، ان تمام برائیوں نے پورے ماحول کو متعفن اور نہایت پراگندہ کردیا ہے، جس کی وجہ سے معاشرہ کا ہر فرد کرب و بے چینی میں مبتلا ہے جبکہ ایک سنجیدہ طبقہ اس پراگندگی سے نکلنا چاہتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسانی معاشرہ مرد وعورت دونوں سے مرکب ہے، دونوں ہی اس کی بنیادی رکن ہیں، لہٰذا اس کے فساد اور بگاڑ اور توجہات اور محنتوں سے ماحول کی پراگندگی اور تعفن دور ہوسکتا ہے ۔ اگر صرف مرد ہی اصلاح کی فکر کریں اور اس سلسلے کی تمام کوشش کر ڈالیں، اپنے دن ورات اور ساری جائداد اور اموال کو صرف کرڈالیں اور عورتیں اصلاح کے بارے میں بالکل بھی دلچسپی نہ لیں؛ بلکہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہیں تو مردوں کی ساری کوششیں اور محنتیں رایگاں ہوجائیں گی اور اصلاح کے نام پر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر عورتیں صرف اصلاح معاشرہ کا مشن لے کر چلیں اور مرد ان کا تعاون کرنے کے بجائے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر تماشہ دیکھیں تو کیا معاشرے کی ذرہ برابر بھی اصلاح ممکن ہے،؟ ہرگز نہیں۔ مذکورہ دونوں صورتوں میں نہ تو معاشرہ اصلاح وترقی کی راہ پر گامزن ہوسکتا ہے اور نہ ہی اپنی سابقہ ترقی وبلندی اور اصلاح پر باقی رہ سکتا ہے اور نہ ہی معاشرے کا چین وسکون واپس ہوسکتا ہے، معلوم ہوا کہ معاشرہ کی اصلاح اور خوشحالی کے لئے دونوں ہی صنفوں کو میدان عمل میں آنا ہوگا، انشاء اللہ اس کے بارآور نتائج نکلیں گے اور معاشرہ میں چین وسکون کو فروغ ملے گا۔

یہاں پر یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ روز اول ہی سے اسلام سے وابستہ لوگوں میں ایک طبقہ ایسا چلا آیا ہے جو برائیوں کی روک تھام اور معاشرے کی اصلاح کی خدمت انجام دیتا رہتا ہے اور ان کوششوں کے ثمرات عوام الناس کی نگاہوں میں ظاہر ہیں؛ لیکن تجربات کی روشنی میں یہ بات بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ اگر ان کوششوں کو صنف نازک کا تعاون حاصل ہوجائے وہ بھی اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے برائیوں کی روک تھام اور فواحش وبے حیائی کو مٹانے میں مصروف ہوجائیں تو ان اصلاحی کوششوں کے اثرات زیادہ نمایاں ہوں گے اور معاشرے سے برائیوں کے مٹنے اور نیکیوں کے بڑھنے کے عمل میں حیرت انگیز تیزی آئے گی، بہت جلد فسق ومعاصی کے بادل چھٹیں گے، کیونکہ عورتیں معاشرہ کا ایک اہم رکن اور بہت ہی مضبوط حصہ ہیں، معاشرہ میں پھیلنے والی بہت سی برائیوں کا تعلق صرف عورتوں سے ہی ہوتا ہے، لہٰذا اگر عورتیں اپنے آپ میں عزم مصمم کرلیں کہ اس برائی کو دور کرنا ہے تو پھر معاشرہ میں اس برائی کے وجود کا باقی رہنا ناممکن ہے، کیوں کہ معاشرہ لوگوں کے مل جل کر رہنے اور زندگی گزارنے کا نام ہے، اب اندرون خانہ والی زندگی ہو یا گھر سے باہر بازار والی زندگی ہو، سب کو لفظ معاشرہ شامل ہے، انسان کی انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی ہر ایک کی ابتدا گھر سے ہی ہوتی ہے اور گھر کے ماحول وتربیت کا اس کے اعمال وکردار پر خصوصی اثر پڑتا ہے، کیونکہ انسان کا مزاج گھر کے ماحول سے ہی بنتا ہے، اگر گھر کا ماحول پاک صاف ہے، گناہ اور برائیاں گھر سے دور ہیں تو اس میں پرورش پانے والے اور اس میں رہنے والے کا مزاج بھی اسی طرح کا بنتا ہے، گھر سے باہر نکلنے کے بعد بھی اس سے اسی طرح کے اعمال انجام پاتے ہیں، بشرطیکہ گھر کے ماحول کی تربیت پختہ اور مضبوط ہو اور اگر اس میں کمی اور کجی ہے تو پھر اس کے نتائج سب کے سامنے ہیں، لہٰذا گھریلو اصلاح کے لئے عورت کی توجہ انتہائی ضروری ہے، عورتوں کو چاہئے کہ وہ خود کو گھریلو کام کاج کی ہی ذمہ دار نہ سمجھیں بلکہ اپنی اصلاح کرنے اور خود کو برائیوں سے روکنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی برائیوں پر تنبیہ کریں، یہ کوئی نیا امر نہیں ہے بلکہ خیر القرون اور اس کے مابعد کے زمانہ میں اس کی بہت مثالیں ملتی ہیں جو موجودہ وقت کی ہماری ماؤں بہنوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

حضرت عائشہؓ امہات المومنین میں سے ہیں اور ہر امتی ان کے نام سے واقف ہے، بیشتر روایات ان سے مروی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امت کی اصلاح اور رہنمائی میں آپؓ نے بے مثال کردار ادا کیا، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ابو سلمہؓ کا کسی زمین کے سلسلہ میں تنازعہ چل رہا تھا انہوں نے اس کا ذکر حضرت عائشہؓ سے کیا تو حضرت عائشہؓ نے ان کو کہا کہ اس زمین کے بارے میں وہ اپنے حق سے دستبردار ہوجائیں، اس موقع پر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ان کے سامنے پیش کیا کہ ''جس شخص نے بالشت برابر زمین کے لئے ظلم کیا اس کو آخرت میں سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا'' (بخاری شریف)

مذکورہ روایت سے حضرت عائشہؓ نے حضرت ابو سلمہؓ کو سمجھایا جس کی وجہ سے حضرت ابو سلمہؓ اپنے حق سے دستبردار ہوگئے اور اس طرح حضرت عائشہؓ کی توجہ سے ایک بڑا تنازعہ حل ہوگیا۔ یہ واقعہ آج کل کی عورتوں کے لئے ایک نمونہ ہے، اس سے سبق لے کر موجودہ وقت کی عورتیں بہت سے جھگڑوں اور تنازعات کو ختم کراسکتی ہیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن جو حضرت عائشہؓ کے بھائی ہیں، ان کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ جو حضرت عائشہؓ کی بھتیجی ہوتی تھیں، وہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں ان کا دوپٹہ اتنا باریک تھا کہ اس میں سے نیچے کا حصہ جھلک رہا تھا، حضرت عائشہؓ نے اس دوپٹہ کو پھاڑ ڈالا اور ان کو موٹی اوڑھنی استعمال کے لئے دی۔

راوی کہتے ہیں میں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ کو دیکھا کہ انہوں ے ایک باریک دوپٹہ اوڑھا تھا کہ نیچے سے ان کا گریبان نظر آرہا تھا حضرت عائشہؓ نے ان کے دوپٹہ کو پھاڑ دیا اور ان کو ایک موٹا دوپٹہ عنایت کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں جو حکم نازل کیا ہے کیا تم کو اس کی خبر نہیں ہے۔

مذکورہ واقعہ آج کی عورتوں کے لئے نمونہ عمل بنانے کے لائق ہے، کیونکہ بے پردگی کے مظاہر عموماً کم عمر کی بچیوں اور نوجوان لڑکیوں کی طرف سے ہوتے ہیں، اگر ان کی مائیں اور معاشرے میں بڑی عمر کی عورتیں اس طرف توجہ کریں، ان بچیوں کو سمجھا کر یا موقع کی مناسبت سے سختی اور ڈانٹ ڈپٹ سے کام لے کر اس بے پردگی پر روک لگائیں تو یقیناً اس کے اچھے اثرات رونما ہوسکتے ہیں، مذکورہ واقعہ میں حضرت عائشہؓ نے صرف اس دوپٹہ کو ترک کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اس قدر سختی کا معاملہ کیا اور اس کو چاک کردیا تاکہ وہ استعمال کے قابل بھی نہ رہے اور اس بچی کو ہمیشہ کے لئے اس سے کراہت اور دوری ہوجائے اور اپنے پاس سے نعم البدل بھی پیش فرمایا اور ساتھ ساتھ اللہ کے فرمان کی جانب بھی توجہ دلائی، جس میں عورتوں کے لئے تفصیل کے ساتھ رہنمائی موجود ہے،

''اے نبیؐ! آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے کو اپنے سینوں پر ڈالے رہیں۔

اس آیت میں عورتوں کو چار حکم دئے گئے ہیں ان تمام کا تعلق پردے سے ہے، عورتوں کے لئے یہ ساری باتیں نہایت لازم اور ضروری ہیں، آیت میں اوڑھنی کا بھی ذکر ہے، غالباً حضرت عائشہؓ کا اشارہ اسی طرف رہا ہوگا۔

صفا ومروہ کے مابین سعی کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ نے ایک عورت کو دیکھا جو ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھی جس میں صلیب چھپا ہوا تھا تو انہوں نے اس کو فوراً اتارنے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے استدلال کرتے ہوئے اپنی بات پیش کی، فرمایا: **انزعی هذا من ثوبک فان رسول الله اذا راه فی ثوب قضبة** (المسند ۶/ ۲۵۵) اس کو اتار دو کیوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو ایسے کپڑے میں دیکھتے تو اس کو کاٹ دیتے۔

برائی کے خاتمہ کے لئے حضرت عائشہؓ کے دل میں کس قدر شدید تڑپ تھی مذکورہ واقعہ سے اس کا اندازہ ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ سادہ لوح اور عمر دراز عورتوں کے لئے اس میں سبق ہے کہ ان کی بچیاں، پوتیاں، نواسیاں برائیوں میں مبتلا رہتی ہیں، فحش کاری اور عریانیت کو پھیلانے والے لباس استعمال کرتی ہیں مگر ان سب سے غافل ہوکر اپنے سیدھے پن میں مگن ہیں۔ ایسی عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنی ذمہ داری سمجھیں اور ان واقعات سے سبق لے کر عمل پیرا ہوں۔

راوی نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک عورت کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تو اس عورت نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے ایک بچی کو دیکھا جس کے بالوں کی لٹیں بے پردہ لٹکی ہوئی ہیں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ: اگر ان کو چھپالیتی تو اس کے لئے بہتر تھا۔ تو اس عورت نے کہا کہ ابھی یہ بالغ نہیں ہوئی اور نہ اس کے آثار ہیں۔

زمانۂ بلوغ کو پہنچنے سے قبل ہی بچیوں کو پردہ کی تلقین کرنا چاہئے تاکہ وقت بلوغ تک ان کا مزاج بن جائے، مقام افسوس ہے کہ آج امت کی بچیوں کو اس کا پابند بنانے کی فکر رخصت ہوگئی اور بچیوں کی ایک بڑی تعداد بلوغ سے پہلے اور اس کے بعد بھی بے پردہ گھومتی نظر آتی ہے۔ امت کی ماؤں کو حضرت عائشہؓ کے اس قول سے نصیحت حاصل کرکے اپنی بچیوں کو اس کا پابند بنانا چاہئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن حسان انصاریؒ کی ایک آزاد لونڈی تھی اس نے کہا کہ ایک روز ہم حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر تھے تو واقعہ یہ پیش آیا کہ: ''ان کے پاس ایک بچی لائی گئی جس نے آواز والی پازیبیں پہن رکھی تھیں حضرت عائشہؓ نے کہا اس کو میرے گھر میں ہرگز داخل مت کرنا جب تک ان پازیبوں کو کاٹ نہ پھینکو۔ آگے فرمایا: کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (ابوداؤد: ۴۲۲۵)

بجنے والا زیور عورت کے لئے ممنوع ہے؛ کیونکہ اس میں بھی اظہار زینت ہے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک بچی کو اس کے پہننے سے منع فرمایا: اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس طرح کا زیور بڑی عورتوں کو پہننا بدرجۂ اولیٰ ممنوع ہے۔

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ خبر ملی کہ حضرت عائشہؓ دیر رات کو اپنے متعلقین کے پاس کسی کو بھیجا کرتی تھیں اور کہتی تھیں کیا تم لوگ نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو آرام نہیں کرنے دوگے (موطا، کتاب للکلام ۹/۲/ ۹۸۷)

مذکورہ روایت میں حضرت عائشہؓ کا مقصد دیر رات تک لایعنی گفتگو سے ممانعت ہے، آج کل اس میں ابتلا عام ہے، عورتوں میں لایعنی گفتگو کا مرض بہت ہوتا ہے، زیادہ تر اوقات اس میں ضائع ہوتے ہیں اور اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ لایعنی گفتگو میں گناہوں سے پرہیز تقریباً ناممکن ہے، غیبت، جھوٹ اور چغلی کا سلسلہ شروع ہو ہی جاتا ہے اور رات میں گفتگو میں نقصان یہ بھی ہے کہ دیر رات تک گفتگو کرنے والے سویرے نہیں اٹھ پاتے، عموماً کوتاہی کرتے ہیں اور بھی بہت سی برائیوں کا سبب لایعنی گفتگو ہوتی ہے، اس لئے حضرت عائشہؓ یہ طریقہ اپناتی تھیں۔

معاشرے میں عورت کا جو مقام ہے، اس سے ہر خاص وعام واقف ہے، ہر جہت سے اس کو عزت وعظمت حاصل ہے، چاہے وہ ماں ہو یا بیوی، چاہے بہن بیٹی ہو، ماں ہونے کی صورت میں ہر مذہب اور معاشرے میں عورت کا مقام سب سے بلند ہے، ہر گھر میں عورت کو جو عظمت حاصل ہوتی ہے وہ گھر کے کسی فرد کو حاصل نہیں، ماں اپنی محبت اور پیار بھرے الفاظ سے اور ممتا کے واسطے جو باتیں منوا سکتی ہے اور کسی دوسرے سے ناممکن ہے، لہٰذا جو عورتیں ماں کے درجہ میں ہیں وہ اپنی اولاد کو گناہوں سے بچانے کی فکر کریں اور ہر طرح سے ان کی نگرانی کریں، اسی طرح بیوی بھی اپنی محبت اور تعلق کے ذریعہ اپنے شوہر سے بہت سی باتیں منوالیتی ہے، اگر ماں اور بیوی ہمت کرلیں اور اپنے متعلقین کو راہ راست پر لانے کا عزم کرلیں تو ضرور اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی سے نوازیں گے، بہن اور بیٹی کی عظمت اور اس کا تعلق بھی آدمی کو بہت سے کام کرنے پر مجبور کردیتا ہے، حاصل یہ ہے کہ عورت جس درجہ میں بھی ہو اس حیثیت کے اعتبار سے اپنی وسعت کے بقدر اصلاح کی کوشش کرے اور ان کی کوششیں اول تو اپنی ذات پر ہوں پھر اپنی متعلق عورتوں پر اور پھر اپنے متعلقین مردوں پر، اس طرح کی کوششوں سے اچھے نتائج کی امید ہے۔

تعلیمی انقلاب کے لیے امارت شرعیہ کا جامع منصوبہ

مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ

اسلام نے علم کو بنیادی اہمیت دی ہے اور تعلیم وتعلّم میں مشغولیت کو افضل ترین عبادت قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے علم سیکھنے اور عقل وتدبر سے کام لینے کے لیے قرآن مجید میں تاکیدی حکم دیا ہے، چنانچہ قرآن کریم کی سب سے پہلے نازل ہونے والی ''سورہ علق'' کی ابتدائی آیات میں پڑھنے کا حکم دیا گیا، ارشاد ربانی ہے۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ. (سورۃ العلق/ ۱-۵) (ترجمہ: پڑھئے! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، پیدا کیا انسان کو لوتھڑے سے، پڑھئے! آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا، سکھایا انسان کو وہ کچھ جو وہ نہیں جانتا تھا)

اسی طرح اللہ نے علم والوں اور ان پڑھوں کے بارے میں فرمایا کہ علم والے کے مرتبہ کو جاہل و بے علم کبھی نہیں پہونچ سکتے ہیں۔ ''قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ'' (سورۃ الزمر/ ۹) ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ کیا جو علم والے ہیں وہ اور جو علم نہیں رکھتے وہ درجہ میں برابر ہوسکتے ہیں؟

علم کی فرضیت کو بتاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''طلب العلم فریضةٌ علی کل مسلم'' (رواہ ابن ماجة) اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایمان والے کو چاہے وہ مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بوڑھا، علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے، اس لیے اس امت کا شعار علم ہے، علم کے لئے وقت خرچ کرنا، مال خرچ کرنا، نفلی عبادتوں میں مشغولیت کے بجائے تعلیم وتعلم کے لئے کوشش کرنا، حلقہ لگانا افضل ترین عبادت اور جنت میں داخل کرنے والا عمل ہے، تمام ایمان والوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ علم روشنی ہے، جس خاندان میں علم آتا ہے وہ خاندان روشن ہوجاتا ہے، موجودہ دور میں علم کی اہمیت کو پوری طرح امت مسلمہ کو محسوس کرنا چاہئے اور اس امر سے آگاہ ہونا چاہئے کہ موجودہ زمانہ میں جملہ ترقیات چاہے صنعت وتجارت ہو یا زراعت وملازمت یا سیاست سب کے راستے علم کے دروازے سے گذرتے ہیں، آج کامیابی اسی کے ہاتھ میں ہے جو علم واخلاق سے آراستہ ہو۔

ہندوستان کی آزادی کے بعد جو نظام تعلیم رائج کیا گیا وہ سیکولر نظام تعلیم ہے، جس میں بچوں کو زبان، حساب، تاریخ، جغرافیہ، سائنس وغیرہ علوم پڑھائے جاتے ہیں جو بچے ان اسکولوں میں ابتدا ہی میں داخل ہوجاتے ہیں، وہ اگرچہ عصری علوم کے جانکار ہوجاتے ہیں مگر اس نظام تعلیم میں اللہ اور اس کے رسول، توحید وعبادت، قرآن وحدیث اور اخلاقی تعلیم کا کوئی بھی حصہ نہ ہونے کی وجہ سے بچے ان سب چیزوں سے بالکل خالی ہوتے ہیں اور وہ ذہنی طور پر ارتداد کے کنارے پہونچ جاتے ہیں، اور اب تو نئی قومی تعلیمی پالیسی نافذ ہوچکی ہے، جس کا مقصد سناتن مذہب (ہندوازم) اور اسکی روایات وتہذیب کو پورے ملک پر تھوپنا ہے، امارت شرعیہ نے نئے نظام تعلیم کے لاگو ہونے کے زمانہ ہی سے اس لادینی نظام تعلیم کی خرابیوں اور برے اثرات سے بچنے کے لئے امت کو اپنا ابتدائی دینی نظام تعلیم قائم کرنے پر زور دیا۔ مگر ضرورت ایک ایسی تعلیمی تحریک کی ہے جو پورے مسلم معاشرہ میں دینی تعلیمی انقلاب برپا کردے اور ایک ایسا سماج تشکیل پائے، جس کا ہر فرد علم کے ساتھ اچھے اخلاق واعمال سے آراستہ ہو اور کوئی فرد ناخواندہ اور دینی تعلیم سے بے بہرہ نہ رہے، امارت شرعیہ نے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کے حکم پر اور ان کی ہدایت کے مطابق چھوٹے بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے خود کفیل مکتب اور اسکول قائم کرنے کا جامع منشور پیش کیا ہے۔ جس کے ذریعہ شہر ودیہات، بڑی آبادی اور چھوٹی آبادی ہر ایسی جگہ جہاں مسلمان بستے ہوں وہاں اپنا دینی تعلیمی نظام قائم کرسکتے ہیں۔

مسجد کو مرکز بنائیں: اس تعلیمی نظام کے لئے مسجد کو مرکز بنایا جائے، اور ہر ایسی آبادی میں جہاں مسلمان بستے ہوں اور وہاں الگ سے مکتب قائم نہ ہو تو مسجدوں کو تعلیمی مرکز کے طور پر اپنایا جائے اور جہاں مکتب قائم ہو وہاں مکتب میں تعلیم دی جائے۔ (۱) تمام چھوٹی آبادی میں مسجد کے امام ومؤذن کے ذریعہ دینی تعلیم دی جائے اور جہاں مسجد کے امام ومؤذن نہ ہوں وہاں امام ومؤذن مقرر کرکے ان سے یہ خدمت لی جائے، اس طرح امام وموذن صاحبان کے ذریعہ آسانی سے دینی تعلیمی نظام قائم کیا جاسکتا ہے۔ (۲) اور جو آبادی بڑی ہو اور وہاں صرف امام وموذن کے ذریعہ آبادی کے تمام بچوں کے دینی تعلیم کا نظام قائم نہ ہوسکتا ہو وہاں الگ سے معلم رکھے جائیں، یہ معلم طلبہ کی تعداد اور درجات کے اعتبار سے رکھے جائیں اور ان آبادیوں میں علاحدہ دینی مکتب قائم کیا جائے، اگر پہلے سے قائم ہے تو انکی ترقی کے لئے کوشش کی جائے، اگر کسی آبادی کے بچے عصری اسکول میں پڑھتے ہوں تو ان کے لئے صبح یا شام کے مکتب کا نظام قائم کیا جائے، جہاں وہ قرآن مجید اور دین کے ضروری مسائل سیکھیں اور جہاں بچوں کے لئے اول سے پانچویں درجہ تک مکتب چلانا ممکن ہو، وہاں ابتدا ہی سے بچوں کو پانچویں درجہ تک ایسے مکتب میں تعلیم دی جائے۔

خود کفیل نظام کیسے قائم ہوگا: اس تعلیمی نظام کو درست کرنے اور قائم رکھنے کے لئے روپئے کی ضرورت ہوگی اور یہ روپئے شہروں اور دیہی آبادیوں میں درج ذیل طریقے پر اکٹھے کئے جائیں۔

شہری آبادی: شہری آبادی میں جہاں لوگوں کے لئے بچوں کی تعلیم پر روپئے خرچ کرنے میں دشواری نہیں ہوتی ہے، وہاں پر پڑھنے والے بچے سے تین طرح کی فیس لی جائے۔ داخلہ فیس (۲) ششماہی وسالانہ امتحان فیس (۳) ماہانہ تعلیمی فیس۔ فیس کی رقم ہر جگہ کے لحاظ سے مشورہ سے مناسب طور پر طے کرکے متعین کی جائے۔

ماہانہ عطیہ: اسی طرح شہری آبادی میں جو لوگ مخلص، دیندار اور صاحب خیر ہوں ان سے ماہانہ کچھ خصوصی عطیہ لیا جائے۔ **سالانہ عطیہ**: سال میں کچھ خاص مواقع پر تعلیمی تعاون کے نام سے عمومی عطیہ کی اسکیم چلا کر رقم جمع کی جائے۔ **دیہی آبادی**: دیہی آبادی جہاں مسلمانوں کی اکثریت آباد ہے اور عموماً وہاں کے لوگ متوسط زراعت پیشہ یا غریب مزدور ہوتے ہیں، ایسی جگہوں میں بچوں سے شہروں کے مقابلہ میں کم فیس رکھیں، لیکن وہاں درج ذیل طریقے اختیار کئے جائیں۔ **مٹھیا اسکیم**: اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلم آبادی کے ہر گھر میں رواج ڈالا جائے کہ جب بھی کھانا پکانے کے لئے جو غلہ (چاول یا آٹا) نکالا جائے، ایک مٹھی اس میں سے ایک خاص برتن میں الگ کردیا جائے اور ہر ہفتہ اس کو ایک جگہ جمع کردیا جائے، اس طرح مہینہ بھر میں جو غلہ جمع ہوجائے، وہ ایک بار فروخت کردیا جائے، جو رقم آئے اسے تعلیمی منصوبہ پر خرچ کیا جائے۔

فصلی اسکیم: دیہی آبادی میں زراعت پیشہ افراد کا سرمایہ کھیتی کی آمدنی ہے، اس لئے سال میں کھیتی کٹنے کے موسم میں غلہ جمع کرنے کی خصوصی اسکیم چلائی جائے اور ہر زمین دار سے کچھ غلہ حاصل کرکے جمع کیا جائے، جب ایک جگہ جمع ہوجائے تو اس کو فروخت کرکے کام میں لایا جائے۔ **خصوصی عطیات**: دیہی آبادی میں سال کے خاص موسم، عیدالفطر وعیدالاضحیٰ ودیگر مناسب موقع پر ہنگامی عطیات جمع کرنے کی تحریک کی جائے اور ہر مالدار صاحب خیر کو ترغیب دی جائے کہ وہ تعلیمی فنڈ میں رقم دیں۔ **ماہانہ عطیات**: اسی طرح دیہی آبادی کے وہ تعلیم یافتہ برسر روزگار، خوشحال یا تجارت پیشہ افراد جو وہاں رہتے ہیں، ان سے تعلیمی فنڈ میں خصوصی ماہانہ عطیہ کی رقم لی جائے۔ عام مسلمانوں کو یہ بات سمجھنی چاہئے کہ جس طرح وہ اپنے بچوں اور بچیوں کے کھانے، کپڑے اور دوا علاج پر خرچ کرتے ہیں اور یہ خرچ ضروریات زندگی میں شمار ہوتے ہیں، اسی طرح ہر شخص اپنے بچے کی تعلیم وتربیت پر خرچ کرے، اور اس بات پر غور کرے کہ وہ بچے کے کھانے کپڑے پر ماہانہ جتنی رقم خرچ کرتا ہے، اس کے مقابلہ میں کتنی رقم بچوں کی تعلیمی فیس، کتاب، قلم کاغذ پر خرچ کرتا ہے؟

خود کفیل نظام تعلیم میں ائمہ کرام کے خطاب کی اہمیت: دیہات ہو یا شہر مکاتب کے خود کفیل نظام تعلیم کو برقرار اور مستحکم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ عطیات کے حاصل کرنے کے جو طریقے بتائے گئے ہیں، ائمہ مساجد، علماء اور مسجدوں کے متولیان حضرات جمعہ کے دن مہینہ میں کم از کم ایک دن اس پر لوگوں کو توجہ دلاتے رہیں، ائمہ کرام کبھی کبھی اس عنوان پر تقریروں کے ذریعہ اس کی اہمیت لوگوں کو بتاتے رہیں اور یہ سلسلہ مستقل رہے، اس کا بڑا فائدہ ہوگا۔ **مشاورتی مجلس**: اس نظام کو چلانے کے لئے ہر آبادی کے ذی شعور واصحاب خیر حضرات پر مشتمل ایک مشاورتی مجلس قائم کی جائے اور ان میں سے کسی ایک معتمد ومخلص شخص کو اس تعلیمی نظام کا ذمہ دار مقرر کیا جائے، جو اس کی پوری نگرانی کرے۔ جہاں امارت شرعیہ کے نقیب موجود ہوں، وہ اس ذمہ داری کو ادا کریں اور مشاورتی مجلس بنائیں، جس میں چار یا پانچ ممبران ہوں اور ان کی مدت پانچ سال رکھی جائے۔ صدر، سکریٹری اور خازن پر مشتمل اس کمیٹی کی جانب سے بینک میں کھاتا کھولا جائے، اس مجلس میں ہر سال کا باضابطہ حساب وکتاب ہو اور تعلیمی امور پر مشورے ہوں، مشاورتی مجلس اپنے گاؤں/محلہ کے بارے میں جائزہ بھی لے کہ کتنے بچے تعلیم حاصل کررہے ہیں؟ اور کتنے ایسے ہیں جو نہیں پڑھ رہے ہیں؟ پھر ان کے والدین کو ترغیب دے کر ان بچوں کو مکتب میں داخل کرایا جائے۔

بلاک اور ضلع کی تعلیمی مشاورتی کمیٹی: بلاک اور ضلع کی سطح پر با شعور، فکرمند اور تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے، جو اپنے بلاک، پنچایت اور گاؤں کی سطح پر تعلیمی جائزہ لینے کے لیے سہ ماہی میٹنگ کیا کرے اور حسب ضرورت گاؤں اور پنچایت کے ذمہ داروں کو مناسب مشورہ فراہم کرے اور ان میں ترغیب پیدا کرتی رہے۔ اس طرح ضلع کی کمیٹی بلاک کی کمیٹی کے رابطہ میں رہ کر تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کی حکمت اپناتے رہیں۔

ایک بڑا مرض مسلم معاشرہ میں یہ آگیا ہے کہ جو بچے اسکول یا مدرسوں میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں، ان میں نصف بچے دوران تعلیم ہی اسکول ومدرسہ چھوڑ دیتے ہیں، اس لئے اس تعلیمی انقطاع کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے، اور غریب لڑکوں کی کتابوں اور تعلیمی فیس کے لئے اصحاب خیر سے تعاون لے کر امداد کی جائے، آبادی میں جو لڑکے اسکول ومدرسہ میں پڑھتے ہیں اور وہ ذہین وسمجھدار ہیں ان کی حوصلہ افزائی بھی کی جائے اور مکتب کی طرف سے سالانہ نتائج امتحان کے اعلان کی تقریب منعقد کی جائے اور ان بچوں کو انعامات بھی دیئے جائیں، ایسا کرنے سے آبادی میں ایک تعلیمی فضا پیدا ہوگی۔ گاؤں کے انعامی جلسہ میں بلاک اور ضلع کے ذمہ داروں کا شریک رہنا ترغیب اور نظام کی بہتری کا ذریعہ بنے گا۔

لڑکیوں کی تعلیم کا مسئلہ: آبادی کی مشاورتی مجلس کو اپنی آبادی کی لڑکیوں کی دینی وعصری تعلیم پر خصوصی توجہ دینی چاہیے، دینی تعلیم میں مسلم لڑکیاں بہت پیچھے ہیں، اس کی وجہ سے ان کے عقائد بھی درست نہیں ہوتے ہیں اور پاکی وناپاکی، حلال وحرام اور عبادت کے مسائل سے واقفیت نہیں ہوتی، حفظان صحت کے مبادی کا علم نہیں رکھنے کی وجہ سے بڑے بڑے مسائل ومشکلات پیدا ہورہے ہیں، اس لئے لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینے کی تحریک چلائی جائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھا جائے، جس میں آپ نے فرمایا ہے: ''جس کے پاس لڑکیاں ہوں اور اس نے ان کی بہتر تعلیم اور اچھی تربیت کی، وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔'' ابتدائی درجہ سے لے کر پانچویں درجہ تک لڑکیوں کی تعلیم لڑکوں کے ساتھ مکتب میں دی جائے اور اس کے بعد ان کی تعلیم کے لئے الگ ادارہ قائم کیا جائے، خاص طور پر تعلیم یافتہ خواتین اس کے لیے ایثار وقربانی سے کام لیں اور مدرسۃ البنات وگرلس اسکولوں میں اپنی قوم کی بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کے لیے اپنا وقت لگائیں، بلکہ اپنے گھروں میں لڑکیوں کی تربیت کا نظام چلائیں۔ اور ہر حال میں پردہ کا خاص خیال رکھا جائے اور انکو اپنی عصمت وناموس کے تحفظ اور بے حجابی سے گریز کی تاکید کی جائے۔

عصری تعلیم کی طرف توجہ: آج کا وقت جدید علوم، سائنس اور ٹیکنالوجی کا ہے، ان علوم کو حاصل کیے بغیر ہم اپنی نسل کو ہرگز کامیاب نہیں بنا سکتے، اس لیے اس بات کی بھی سخت ضرورت ہے کہ عصری علوم اور خاص طور پر سخت مقابلہ جاتی امتحان میں ہمارے بچے اور بچیاں کامیاب ہوں، اس کے لیے لازم ہے کہ ہر علاقہ میں اہل علم اور فکرمند حضرات آگے بڑھیں اور بچے اور بچیوں کے لیے باصلاحیت اساتذہ کی مدد سے اسکول اور کوچنگ سنٹر قائم کریں۔ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے اب سے تیرہ سال پہلے ملک میں عصری تعلیم کو آسان بنانے اور اس راہ میں مسلم بچے اور بچیوں کو زیادہ سے زیادہ کامیاب ہونے کے لیے رحمانی تھرٹی کا نظام قائم کیا، یہ نظام کم وقت میں کامیاب بھی ہوا اور مقبول بھی، اور مسلم بچے بچیوں کی حوصلہ افزائی بھی ہوئی اور انہیں کامیابی تیزی سے مل رہی ہے، رحمانی تھرٹی کے طرز پر گرچہ پورے ملک میں سیکڑوں فکرمند اور ملت کا درد رکھنے والے افراد نے معیاری اسکول اور عصری مقابلہ جاتی تعلیم کے لیے کوچنگ سنٹر کھولے، لیکن ان کی تعداد آج بھی آٹے میں نمک کے برابر ہے، یہ تعداد بڑھنی چاہئے اور ہر علاقہ میں، ہر بڑی مسلم آبادی میں اسکول اور کوچنگ سنٹر قائم ہونا چاہئے۔ (بقیہ صفحہ ۸ پر)

وزیر اعلیٰ یوپی یوگی آدتیہ ناتھ کی کسانوں کے خلاف زہرافشانی

شبیہ الحسن نقوی

زرعی قوانین کو واپس لئے جانے کے مطالبے کے ساتھ گزشتہ چھبیس نومبر سے کسان تحریک چلا رہے ہیں۔ کسانوں کی تحریک سے مودی سرکار اتنا گھبرا گئی ہے کہ اس نے کسانوں کو بدنام کرنے اور ان کی تحریک میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اپنے لیڈران کی فوج میدان میں اتار دی ہے۔ کسانوں کو ورغلانے کے لئے بی جے پی جگہ جگہ پر کسان ریلیاں کرکے قوانین کی خوبیاں بتانے کا کام کررہی ہے۔ اسی سلسلہ میں بریلی میں ہوئی کسان ریلی کو خطاب کرتے ہوئے اترپردیش کے وزیر اعلی نے تحریک چلا رہے کسانوں کو رام مندر مخالف بتادیا، ساتھ ہی گمراہ کن بیان بازی کرتے ہوئے کہا کہ رام مندر کی تعمیر اور دفعہ ۳۷۰ ہٹائے جانے سے نارض لوگ کسان تحریک کے پیچھے ہیں۔ ایسا کہہ کرانہوں نے نام لئے بغیر مسلمانوں پر الزام لگادیا کہ وہ کسانوں کو بھڑکا رہے ہیں۔

کسان ریلی میں پوری طرح سے غلط بیانی کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ یوپی یوگی آدتیہ ناتھ نے کہا کہ وزیر اعظم نریندر مودی نے ایودھیا میں عالیشان رام مندر کی تعمیر شروع کروادی ہے، جو اپوزیشن (مسلمانوں) کو برداشت نہیں ہورہی ہے۔ اسی لئے وہ کسانوں کو گمراہ کرواکر تحریک چلوا رہے ہیں۔ ان کی یہ بات پوری طرح جھوٹ ہے، کیونکہ پوری دنیا جانتی ہے کہ ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر سپریم کورٹ کا آرڈر مندر کے حق میں آنے کے بعد شروع ہوئی ہے۔ اس کے لئے ایک ٹرسٹ بنایا گیا ہے، رام مندر کی تعمیر میں وزیر اعظم نریندر مودی کا کوئی تعاون نہیں ہے۔ اس کے بعد انہوں نے نریندر مودی کی نقل اتارتے ہوئے کہا کہ ''آپ بتایئے! ایودھیا میں رام مندر بننا چاہئے یا نہیں بننا چاہئے''۔

وزیر اعلیٰ یوپی یوگی آدتیہ ناتھ نے دوسری غلط بیانی کشمیر سے دفعہ ۳۷۰ ر ہٹائے جانے کے سلسلہ میں کی۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر سے دفعہ ۳۷۰ رہٹائے جانے سے ناراض لوگ کسانوں کو گمراہ کرواکر تحریک چلوا رہے ہیں۔ جبکہ اس سے وہاں الگاؤ واد ختم ہوگا اور آپ وہاں زمین خرید سکیں گے، مگر یہ بات کچھ لوگوں کو برداشت نہیں ہورہی ہے، یوگی اس معاملے میں پوری طرح سے جھوٹ بول رہے ہیں اس لئے کہ کسانوں کی تحریک انہیں برباد کرنے کے لئے زرعی قوانین بنائے جانے کے بعد گزشتہ ۲۶ رنومبر سے شروع ہوئی ہے۔ جب کہ کشمیر سے دفعہ ۳۷۰ ر پانچ اگست ۲۰۱۹ء کو ہٹائی گئی تھی، اگر دفعہ ۳۷۰ ر ہٹائے جانے سے ناراض لوگ کسان تحریک کے پیچھے ہیں تو وہ لوگ پچھلے سوا سال تک خاموش کیوں رہے ہیں اور کسانوں سے تحریک کیوں نہیں چلوائی؟

رام مندر کی تعمیر اور دفعہ ۳۷۰ ر ہٹائے جانے سے ناراض لوگ کسان تحریک کے پیچھے ہیں ایسا کہہ کر دراصل وزیر اعلیٰ یوپی یوگی آدتیہ ناتھ کسانوں کی تحریک کو فرقہ وارنہ کا رنگ دینا چاہتے ہیں، وہ مسلمانوں کا نام لئے بغیر اندھ بھکتوں اور کٹر ہندوؤں کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ کسانوں کی تحریک کے لئے مسلمان بھڑکا رہے ہیں، یوگی آدتیہ ناتھ کی نظر میں مظاہرہ کررہے کسان دودھ پیتے بچے ہیں جنہیں لوگ ورغلا کر تحریک کے لئے اکسا رہے ہیں، اگر رام مندر مخالف یا کشمیر سے دفعہ ۳۷۰ ر ہٹائے جانے سے ناراض لوگ کسان تحریک کے پیچھے ہیں تو کیا تقریباً ایک مہینے سے چل رہی کسان تحریک میں کسی ایک بھی کسان نے رام مندر کی تعمیر رد کئے جانے یا دفعہ ۳۷۰ ر کو بحال کئے جانے کا مطالبہ کیا ہے۔

وزیر اعلیٰ یوپی یوگی آدتیہ ناتھ یہ تو کہتے ہیں کہ نئے زرعی قوانین سے پرائیویٹ سیکٹر میں مقابلہ بڑھے گا، جس میں کسانوں کو زیادہ دام ملے گا، پرائیویٹ سیکٹر میں منڈی سے بھی کسانوں کو فصل کا زیادہ دام ملے گا، کسان اپنی فصل کو جہاں چاہے بیچ سکے گا اسے کوئی ٹیکس نہیں لگے گا۔ لیکن یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ وزیر اعظم مودی کو چاہئے کہ وہ تمام باتیں کسانوں کو لکھ کر دے دیں، اسکے بعد وہ جو قوانین کسانوں کے فائدے کیلئے بتائے جارہے ہیں انہیں ماننے کے لئے کسان تیار نہیں ہے تو پھر انہیں زبردستی کسانوں پر تھوپا کیوں جارہا ہے وہ قوانین واپس کیوں نہیں لئے جارہے ہیں؟

بی جے پی جگہ جگہ جو کسان ریلیاں کررہی ہے، اس میں چونکہ بی جے پی حامی اور بھکت ہی کسانوں کے نام پر آرہے ہیں، اسی لئے ان ریلیوں میں زرعی قوانین کی تفصیل یا باریکیاں نہیں بتلائی جارہی ہیں بلکہ فرقہ پرستی کا زہر گھولا جارہا ہے اور لوگوں کو کسانوں کے خلاف یہ کہہ کر بھڑکایا جارہا ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے اکسانے پر مودی سرکار کے خلاف مظاہرہ کررہے ہیں، تاناشاہی کا عالم یہ ہے کہ کوئی کسانوں کی بات سننے کیلئے بھی تیار نہیں ہے۔

یہ کیسا جمہوری نظام ہے جہاں سرکار کے فیصلوں کیخلاف پرامن طور سے مظاہرہ کررہے کسانوں کو خالصتانی، پاکستانی فنڈنگ سے چلنے والے، دہشت گرد، ٹکڑے ٹکڑے گینگ اور مسلمانوں اور اپوزیشن لیڈران کے اشارے ناچنے والا بتایا جارہا ہے، یہ کون سی زبردستی ہے کہ ڈاکٹر (مودی) مریض (کسانوں) کو دوا کی شیشی میں زہر دے اور ان پر دباؤ بنائے کہ وہ اسے پیئے۔ اگر مریض کو معلوم ہوجائے کہ دوا کی شیشی میں زہر ہے اور وہ اسے پینے سے انکار کردے تو ڈاکٹر (مودی) بجائے یہ بتائے کہ شیشی میں کون سی دوا (زرعی قوانین) ہے اس کے کیا فائدے نقصان ہیں دنیا سے کہا کہ مریض ٹھیک ہونے کے لئے تیار نہیں ہے اس لئے دوا نہیں پینا چاہتا، ہم دوا میں کوئی تبدیلی نہیں کریں گے یہی دوا دیں گے، سیدھی سے بات ہے کہ اگر مریض دوا نہیں پینا چاہتا تو دوا (قانون) واپس لے لو۔

(بہ شکریہ جدید مرکز لکھنؤ: ۲۷ ردسمبر ۲۰۲۰ء تا ۲ رجنوری ۲۰۲۱ء)

کسان تحریک کے پیچھے ملک دشمن عناصر کا ہاتھ: وجے ورگیہ

بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے جنرل سکریٹری کیلاش وجئے ورگیہ نے کسان تحریک پر الزام لگاتے ہوئے کہا کہ کسانوں کی تحریک کے پیچھے ملک دشمن عناصر کا ہاتھ ہے۔ مسٹر وجئے ورگیہ نے اپنے آبائی شہر اندور میں منعقدہ مکر سکرانتی پتنگ میلے میں شرکت کے بعد صحافیوں کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ انہوں نے دعوی کیا کہ ملک کے ۹۹ رفیصد کسان مرکزی حکومت کے منظور کردہ تینوں زرعی قوانین کے حق میں ہیں۔ مٹھی بھر کسانوں کو گمراہ کرکے حزب اختلاف کسان تحریک کے نام پر سیاست کررہی ہے۔ انہوں نے کسان تحریک کو ملک کی ترقی میں رکاوٹ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ آج دنیا کے صنعتکار چین سے ناراض ہیں۔ وہ ہندوستانی مارکیٹ میں سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کی دلچسپی کسان تحریک کی وجہ سے متاثر ہوئی ہے۔ اس موقع پر مسٹر وجئے ورگیہ جو مغربی بنگال میں پارٹی کے انچارج بھی ہیں، نے دعوی کیا کہ ان کے رابطہ میں ۴۱ رمغربی بنگال کے ممبران اسمبلی ہیں۔ اگر ان میں ترنمول کانگریس کے ان ۴۱ رارکان اسمبلی شامل کرلیں تو وزیر اعلی ممتا بنرجی کی حکومت اقلیت میں آسکتی ہے۔ (یو این آئی)

دیش بھگتی کی نئی منطق

رضوان احمد ندوی

اس وقت ملک کافی مشکل دور سے گذر رہا ہے، عام تصور یہی ہے کہ اس کی جمہوری تاریخ میں اس سے خراب دور کبھی نہیں آیا، جہاں اپنے ہی ملک کے باشندوں کو مرکزی حکومت قانون سازی کے ذریعہ ذلیل ورسوا کررہی ہے، اگر ملک کے عوام ان قوانین میں ترمیم واصلاح پر توجہ دلاتے ہیں تو ان پر بغاوت اور دیش دروہی کا لیبل لگا کر سلاخوں کے پیچھے ڈال دیتے ہیں، بی جے پی اور اس کی لگام اپنے ہاتھوں میں رکھنے والی فسطائی تنظیم آر ایس ایس اپنے غیر منطقی نظریہ کے خلاف کسی بھی اقدام کو ناروا نہیں سمجھتی، اس طرح بی جے پی نے اس ملک کی سیاست کو پستی کے آخری دہانے پر پہونچا دیا ہے، جس کی وجہ سے ملک کی شبیہ اور اس کا وقار و اعتبار پوری دنیا میں مجروح ہوتا نظر آرہا ہے، بی جے پی اقتدار میں آنے سے پہلے بڑے بڑے دعوے کرتی رہی؛ لیکن اس کے ۷ رسالہ دور اقتدار میں اس کے سارے دعوے کھوکھلے ثابت ہوئے، نہ اچھے دن آئے اور نہ کسانوں کو ان کا حق ملا، البتہ یہ ضرور ہوا کہ ملک کی معیشت تباہی کے دہانے پر پہونچ گئی اور کسان سڑکوں پر اتر آئے، ابھی ۵۵ ردنوں سے ملک کے کسان نئے زرعی قانون کے خلاف ہریانہ اور دہلی کی شاہراہوں پر پرامن مظاہرے کررہے ہیں، اور بی جے پی حکومت اور اس کے وزراء نہ تو سنجیدگی سے ان کے مسائل کو حل کرنے پر غور کررہے ہیں اور نہ ہی قانون کو واپس لینے پر رضامندی ظاہر کررہے ہیں، ہاں یہ ضرور ہورہا ہے کہ کسان تنظیموں کو ہراساں کرنے اور تحریک کو کمزور کرنے کے نت نئے حربے استعمال کیے جارہے ہیں، جو بی جے پی کا پرانا طریقہ رہا ہے، سب جانتے ہیں کہ ایک سال قبل بی جے پی نے اکثریت کے زور پر سی اے اے، این آر سی اور این پی آر جیسے سیاہ قوانین پارلیامنٹ سے پاس کرالیے، ان کالے قوانین سے ملک بھر میں بے چینی پیدا ہوئی، ملک کی سالمیت اور آئین و دستور کے تحفظ کے لیے بہادر خواتین تک میدان عمل میں آگئیں، دہلی کے شاہین باغ میں مہینوں احتجاجی مظاہرے پر بیٹھی رہیں، ایسا منظر چشم فلک نے شاید ہی کہیں دیکھا ہوگا جو شاہین باغ میں نظر آرہا تھا، ان بہادر خواتین نے اپنی بے مثال قربانیوں سے ایک نئی تاریخ رقم کی، پھر آہستہ آہستہ ملک کا ہر بڑا چھوٹا شہر؛ بلکہ چوک و چوراہے بے شمار شاہین باغوں میں تبدیل ہوگئے، ابھی یہ سارے دھرنے جاری ہی تھے کہ اس کو انجام تک پہونچانے سے پہلے ملک کورونا وائرس کی لپیٹ میں آگیا، ہر طرف افراتفری مچ گئی، وبائی امراض کے پھیلنے کے خدشے سے ان دھرنوں کو وقتی طور پر روک دیا گیا، ادھر بی جے پی حکومت موقع کی تلاش میں تھی، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان مظاہرین کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا شروع کردیا اور بے قصور نوجوانوں کو گرفتار کرکے جیلوں میں بند کردیا گیا۔ یوپی کی بی جے پی سرکار نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے تحریک کاروں کی تصویر چوک چوراہوں پر آویزاں کرادی، ان کی جائیداد اور اثاثوں کو ضبط کرلیا، جب فسطائی حد سے آگے بڑھ گئے، تب عدالت نے سخت رخ اختیار کیا اور حکومت کی سرزنش کی اور اس کو انسانی حقوق کی آزادی پر قدغن لگانے کے مترادف قرار دیا، اس کے باوجود حکومت اپنے فسطائی نظریہ سے پیچھے نہ ہٹی۔ دیش بھگتی کے تعلق سے بی جے پی اپنی الگ منطق رکھتی ہے، اس کے یہاں دیش بھگتی کا مطلب ہے کہ اس کے نظریات کو تسلیم کیا جائے، ان کے ہر کام کی تحسین کی جائے اور ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کرلیا جائے، نہ زبان کو شکایت کی اجازت ہو نہ احتجاج کی۔ اگر شکایت کی آواز نکلے تو بزور بازو اسے دبا دیا جائے، اور شکایت کرنے والے کو سر بازار رسوا کیا جائے۔ حالانکہ اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے پرامن مظاہرہ کرنا، اپنے حق کی آواز اٹھانا ہمارا جمہوری حق ہے، ہمارے ملک میں ہر نوع کے بے شمار مظاہرے ہوتے رہے ہیں، لیکن کبھی تحریک کاروں کو اس طرح ذلیل وخوار نہیں کیا گیا جس طرح بی جے پی کے دور حکومت میں دیکھنے میں آرہا ہے، فرقہ پرستی کی کوکھ سے جنم لینے والی آر ایس ایس اپنے خفیہ ایجنڈوں کو نافذ کرنے کے لیے کسی حد تک جانے کے لیے تیار ہے، حالیہ دنوں میں یوپی، مدھیہ پردیش اور اب کرناٹک میں لو جہاد کے نام سے نیا قانون بنایا گیا ہے، اس قانون کی آڑ میں بے قصور نوجوانوں کو گرفتار کیا جارہا ہے، ہفتوں گذر جاتے ہیں، ان کے خلاف ایف آئی آر تک درج نہیں ہوتی، آخر میں پولیس اور انتظامیہ فرضی کاغذی خانہ پری کرکے مقدمہ کی کارروائی شروع کردیتی ہے، جس میں ایک مخصوص طبقہ کے نوجوانوں کو خاص کر نشانہ بناتی ہے، آج بہت سے معصوم اور بے گناہ لوگ ناکردہ گناہوں کی سزا بھگتنے پر مجبور ہیں، کیا یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ ہمارا آئین انفرادی آزادی کی حفاظت کرتا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح کا طریقۂ کار ہندوستان کی ثقافت پر حملہ ہے، اس مسئلہ پر بھی الہ آباد ہائی کورٹ کی لکھنؤ بنچ نے حکومت کی سرزنش کی اور کہا کہ ہر شہری کی رازدارانہ زندگی اور اس کی آزادی کے بنیادی حق میں کسی عہدے دار یا قانون کو مداخلت کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ مگر کیا کہئے عدالتوں کے ریمارک کو بھی بالائے طاق رکھا جا رہا ہے، تاہم بھاجپا کی نفرت بھری سیاست کو عوام سمجھنے لگی ہے، ہمیں اس بات کا بھی اندازہ ہونا چاہئے کہ وطن عزیز میں برادران وطن کی بہت بڑی تعداد غیر متعصب اور حقیقت پسند ہے اور ہمارے بارے میں حسن ظن رکھتی ہے، ان حالات میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان سے قربت پیدا کی جائے اور ملک کے بگڑتے ہوئے حالات کو اعتدال اور توازن میں لانے کی جدوجہد کی جائے، ایسا کرنا خود ملک کے مفاد میں بہتر ہوگا اور ہمارے لیے بھی۔

سید محمد عادل فریدی

اخبار جہاں

جو بائیڈن نے امریکہ کے ۴۶؍ویں صدر کے طور پر حلف لیا

امریکہ کے نومنتخب صدر جو بائیڈن اور نائب صدر کملا ہیرس نے ایک پُر وقار تقریب میں اپنے عہدوں کا حلف اُٹھالیا ہے، جو بائیڈن نے امریکہ کے چھیالیسویں صدر کے طور پر حلف اٹھایا، تقریب حلف برداری پر واشنگٹن میں ہائی الرٹ تھا جہاں ۲۵؍ہزار فوجیوں کو تعینات کیا گیا جب کہ تقریب میں شرکت کے لیے صرف ایک ہزار افراد کو مدعو کیا گیا تھا۔ دنیا بھر کے رہنماؤں نے جو بائیڈن کو صدر بننے پر مبارک بادی کا پیغام دیا۔ تقریب میں شرکت کرنے والوں میں زیادہ تر کانگریس ارکان اور دیگر نمایاں شخصیات شامل تھیں۔ نمایاں مہمان گرامی میں جو بائیڈن کی اہلیہ جل بائیڈن، نائب صدر کملا ہیرس کے شوہر ڈگلس ایمہوف، سابق صدر باراک اوباما ان کی اہلیہ، سابق صدر جارج ڈبلیو بش اور ان کی اہلیہ، سابق صدر بل کلنٹن اور ان کی اہلیہ شریک تھیں۔ تقریب کے آغاز سے قبل گلوکارہ لیڈی گاگا نے قومی ترانہ پڑھا جس کے بعد چیف جسٹس جان رابرٹ نے جو بائیڈن کو حلف دلایا، اس کے بعد بائڈن نے صدارتی دستاویزات پر دستخط کیے اور قوم کے نام خطاب کیا۔ (ایجنسی)

جو بائیڈن نے پہلے دن مسلمانوں پر سفری پابندی کے خاتمہ سمیت ۱۵؍احکام جاری کیے

امریکی صدر جو بائیڈن نے عہدہ سنبھالتے ہی ڈونالڈ ٹرمپ کی جانب سے مسلم اکثریت رکھنے والے چند ممالک پر لگائی گئی سفری پابندیاں ختم کرنے کا اعلان کردیا۔ جو بائیڈن نے عہدے کا حلف لیتے ہی مسلمانوں پر عائد پابندی ختم کرنے سمیت ۱۵؍صدارتی حکم ناموں پر دستخط کیے، ان میں اکثر حکم نامے ڈونالڈ ٹرمپ کی پناہ گزین مخالف پالیسی سمیت دیگر متنازع پالیسیوں کو ختم کرنے کے لیے جاری کیے گے ہیں۔ جو بائیڈن کی جانب سے جن صدارتی حکم ناموں پر دستخط کیے گئے ہیں ان میں مسلمانوں پر سفری پابندیوں کا خاتمہ، پیرس ماحولیاتی معاہدہ میں شمولیت اور کورونا بحران سے نمٹنے کے لیے ہنگامی اقدامات کے حکم نامے سرفہرست ہیں، امریکی صدر نے اپنے ابتدائی حکم نامے میں عالمی ادارہ صحت میں واپس جانے کا اعلان بھی کیا ہے، جس سے ڈونالڈ ٹرمپ نے یہ کہہ کر علیحدگی اختیار کردی تھی کہ یہ ادارہ کورونا وائرس کے دوران چین سے سخت باز پرس نہیں کررہا، اس موقع پر امریکی صدر کا کہنا تھا کہ ہم کورونا بحران کو کنٹرول کریں گے، کورونا سے متاثرہ معیشت کی بحالی کیلیے امداد کی فراہم کریں گے، ماحولیاتی تبدیلیوں کا مقابلہ کریں گے اور نسلی مساوات کو فروغ دیں گے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

بغداد میں تین سال بعد خودکش دھماکے، ۳۲؍افراد ہلاک

عراق کے دارالحکومت بغداد کے ایک مصروف تجارتی علاقے میں جمعرات کے روز دو خودکش حملوں میں کم از کم ۳۲؍افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہوگئے ہیں۔ حکام کے مطابق دو خودکش حملہ آوروں نے بغداد میں کپڑوں کی مارکیٹ طاران میں اس وقت خود کو دھماکے سے اڑا لیا جب سیکیورٹی اہلکاران کا پیچھا کررہے تھے۔ واضح ہو کہ شہر میں آخری خودکش حملہ جنوری ۲۰۱۸ء میں اسی بازار میں ہوا تھا جس میں ۳۵؍افراد ہلاک ہوگئے تھے۔ دہشت گردی کی اس واردات کی ذمہ داری اب تک کسی گروپ نے قبول نہیں کی ہے۔ (بی بی سی لندن)

اقوام متحدہ کا اسرائیل سے یہودی آبادکاری روکنے کا مطالبہ

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتیرس نے فلسطین کے مقبوضہ مغربی کنارے میں اسرائیلی حکومت کی طرف سے یہودی آبادکاروں کے لیے مزید ۸۰۰؍گھروں کی تعمیر کے اعلان پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسرائیل سے یہ تعمیرات روکنے کا مطالبہ کیا ہے۔ گذشتہ روز ایک بیان میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ترجمان نے کہا کہ انتونیو گوتیرس نے ۱۹۶۷ء کے مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں قائم کردہ یہودی کالونیوں میں نئی آبادکاری کی مذمت کرتے ہوئے انہیں غیر قانونی اور بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی قرار دیا ہے۔ گوتیرس کا کہنا ہے کہ مقبوضہ عرب علاقوں میں یک طرفہ طور پر اسرائیلی آبادکاری فریقین کے درمیان امن بات چیت کے امکانات کے لیے خطرے کا باعث اور فلسطینی قوم کے حق خودارادیت اور ان کے مستقبل کے لیے ہونے والی کوششوں کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ یہودی بستیوں کی تعمیر اور توسیع کے نتیجے میں آزاد خودمختار فلسطینی مملکت کے قیام کی کوششوں کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ انہوں نے اسرائیل پر زور دیا کہ وہ فلسطین میں؟ یہودی آبادکاری اور تعمیرات روکنے کے ساتھ ساتھ تنازع کے دو ریاستی حل، منصفانہ اور دیرپا امن کے قیام کے لیے اقدامات کریں۔ خیال رہے کہ گذشتہ ہفتے اسرائیلی وزیر اعظم بنجمن نیتن یاھو نے فلسطینی علاقوں میں یہودی آبادکاروں کے لیے ۸۰۰؍نئے گھروں کی تعمیر کی منظوری دی تھی اور یہ گھر غرب اردن کے مقبوضہ علاقوں میں قائم کردہ یہودی کالونیوں میں تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ (بصیرت آن لائن)

یکم تا ۸؍فروری ہفتہ برائے ''ترغیب تعلیم وتحفظ اردو''

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت پر امارت شرعیہ نے بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب اور معیاری عصری تعلیمی اداروں کے قیام نیز اردو زبان کے تحفظ کے مقصد سے بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ میں ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کی تحریک شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے، پہلے مرحلہ میں ریاست بہار میں یکم تا ۸؍فروری کو بہار کے تمام اضلاع میں ''ہفتہ برائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو'' کے تحت پروگرام ہوں گے، جس میں علماء کرام، ائمہ مساجد، دانشوران، سماجی وسیاسی کارکنان، دینی وملی فکر رکھنے والے حضرات، تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے اور تعلیم کے میدان میں کام کررہے اہم لوگوں کی شرکت ہوگی۔ ان پروگراموں میں جہاں دینی بنیادی تعلیم کے مکاتب قائم کرنے پر توجہ دلائی جائیگی، وہیں معیاری اسکول، عصری تعلیمی اداروں اور مقابلہ جاتی امتحانات کی کم خرچ میں بہتر تیاری کرانے والے کوچنگ سنٹروں کے قیام پر بھی اہل فکر وعلم اور مخیر حضرات کو تیار کیا جائے گا، ساتھ ہی اردو زبان کے تحفظ کی بھی مہم چلائی جائے گی۔ یہ سبھی پروگرام اضلاع کے ہیڈ کوارٹر میں منعقد ہوں گے، پروگراموں کا شیڈول اس طرح ہے۔ مورخہ یکم فروری ۲۰۲۱ء کو پورنیہ، بھاگل پور، کھگڑیا، سمستی پور، نالندہ اور بھوج پور کے ہیڈ کوارٹر میں نشست ہوگی، مورخہ ۲؍فروری ۲۰۲۱ء کو کٹیہار، بانکا، بیگوسرائے، دربھنگہ، بکسر اور مشرقی چمپارن کے ہیڈ کوارٹر میں پروگرام ہوں گے، جب کہ ۳؍فروری ۲۰۲۱ء کی نشست کشن گنج، لکھی سرائے، مدھوبنی، گیا، کیمور اور شیوہر ضلع کے ہیڈ کوارٹر میں ہوگی، ۴؍فروری ۲۰۲۱ء کو ارریہ، سہرسہ، جموئی، اورنگ آباد، روہتاس اور سیتامڑھی میں پروگرام ہوں گے، ۶؍فروری کی نشست کے لیے سوپول، شیخ پورہ، اروِل، سیوان، گوپال گنج اور ویشالی ضلع کو طے کیا گیا ہے، ۷؍فروری کو مدھے پورہ، مونگیر، جہان آباد، سارن اور مغربی چمپارن کے ہیڈ کوارٹر میں نشست منعقد ہوگی، اس ترغیبی ہفتہ کے آخری دن ۸؍فروری ۲۰۲۱ء کو نوادہ میں پروگرام منعقد ہوگا۔

قائم مقام ناظم صاحب نے امارت شرعیہ کے ارباب حل وعقد، ارکان شوریٰ وعاملہ، ضلع وبلاک کے صدر و سکریٹری، فعال و سرگرم نقباء، دینی وملی کاموں اور تعلیمی تحریک سے دلچسپی رکھنے والے سرگرم افراد، سیاسی وسماجی شخصیات، علماء کرام، ائمہ مساجد، دانشوران اور تعلیمی ادارہ چلانے والے ذمہ دار افراد سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے اپنے ضلع کی نشست میں ضرور شرکت کریں اور امارت شرعیہ کی اس ترغیبی تحریک کو کامیاب وبامقصد بنانے میں اپنے قیمتوں مشوروں سے نوازیں، اور امارت شرعیہ کی اس آواز کو ہر گھر تک پہونچانے میں اپنا بیش قیمتی تعاون پیش کریں۔

معاشرہ میں اچھے اساتذہ کی بہت ضرورت ہے۔ حضرت امیر شریعت

رحمانی بی ایڈ کالج میں طالبات کے نئے تعلیمی سال کا آغاز

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر کے تمام شعبہ جات میں تدریجاً تعلیمی سرگرمی شروع کی جارہی ہے، اس سلسلہ میں ۱۶؍جنوری کو رحمانی فاؤنڈیشن کے شعبہ رحمانی بی ایڈ کالج کے تعلیمی سال ۲۲۔۲۰۲۰ کا آغاز کیا گیا، جسکی صدارت رحمانی فاؤنڈیشن کے بانی امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی، اس افتتاحی پروگرام میں کالج کے تمام اساتذہ اور طالبات نے شرکت کی، طالبات نے تعلیمی بیداری اور سماجی اصلاح جیسے عنوانات پر تقریر پیش کی، جسمیں اساتذہ کی ضرورت ان کی تربیت، سماجی اور اخلاقی اصلاح کی اہمیت کے ساتھ معاشرتی تعلقات کو مضبوط بنانے پر بھی طالبات نے زور دیا، کسی بھی کالج کیلئے تعلیمی ماحول میں یہ مرحلہ بڑا اہم ہوتا ہے، جب ایک جماعت جارہی ہو اور نئی جماعت کی تعلیم شروع ہورہی ہو، رحمانی فاؤنڈیشن کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہاں طلبہ وطالبات کو علیحدہ تعلیم دی جاتی ہے، اور دونوں جماعت کو تعلیم کے ساتھ تربیتی پروگرام اور عملی طور پر معاشرہ کیلئے موثر بنانے پر زور دیا جاتا ہے، اس کالج سے اب تک ۷۰۰؍طلبہ وطالبات نے بی ایڈ کی تعلیم مکمل کی ہے، جو ملک کے مختلف سرکاری اور ذاتی اسکولوں میں استاذ کی حیثیت سے عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ صدارتی خطاب میں حضرت امیر شریعت صاحب نے طالبات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج طلبہ کا مزاج بن گیا ہے کہ وہ کسی بھی کورس کو سند کے حصول اور ملازمت کی کنجی سمجھتے ہیں، جبکہ نصاب کو پڑھنا، اسے سمجھنا اور برتنا ضروری ہے، اگر فیس ادا کرکے صرف سند حاصل کرتے ہیں، تو یاد رکھئے آنے والی نسل سند یافتہ ہوگی، تعلیم یافتہ اور مہذب نہیں ہوسکتی ہے، آج اچھے اساتذہ کی بڑی کمی ہے، آپ سب لوگ اپنا وقت اپنی تعلیم پر خرچ کریں، جہاں جائیں، اپنی زبان، انداز اور معلومات کے ذریعہ خود کو منفرد بنائیے۔ تبھی آپ کامیاب ہیں، ورنہ سب بیکار ہے۔ رحمانی فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری جناب مولانا ظفر عبدالروف رحمانی صاحب نے کہا کہ آپ نے اس ادارہ سے عملی طور پر تعلیم حاصل کی ہے، اور آپ کی تعلیم کیلئے ادارہ نے بہت محنت کی ہے اور کررہا ہے، آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ پوری ایمانداری کے ساتھ کام کیجئے اور آنے والی نسل کو تعلیم کے اس زیور سے آراستہ کیجئے، جس سے ملک ترقی کرے، منافرت ختم ہو اور انسانی خدمات کا جذبہ پیدا ہو۔ رحمانی بی ایڈ کالج کے اساتذہ نے جانے والی طالبات کو دعائیں دیں نئے طالبات کا استقبال کیا، اس پروگرام میں رحمانی فاؤنڈیش کے تمام کارکنان نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

بقیہ تعلیمی انقلاب کے لیے امارت شرعیہ کا جامع منصوبہ.......... اس کا فائدہ جہاں عصری تعلیم کے میدان میں کامیابی سے ملے گا، وہیں اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اسلامی ماحول میں اچھے اخلاق وتربیت سے ہمارے بچے آراستہ ہوں گے اور کوچنگ سنٹر کے نام پر مسلم لڑکے اور لڑکیوں کی بے دینی اور کبھی کبھی ارتداد کی جو شکایات ملتی ہیں، ان پر بھی بند لگے گا۔

اردو کا تحفظ: ہماری علمی وراثت اس ملک میں بڑی حد تک اردو زبان میں محفوظ ہے، اردو زبان وادب کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ اسلام کی ترویج واشاعت کا کام ہوا، بلکہ اس ملک کی تعمیر وترقی، اور اس ملک کی آزادی میں اردو زبان کا بڑا دخل رہا ہے، اس زبان نے دلوں کو جوڑنے اور سماج کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب یہ زبان ایک خطہ اور ایک مذہب کی زبان نہیں رہ گئی بلکہ پورے ملک میں بولی اور سمجھی جانے والی زبان ہے، ریاست بہار میں اس زبان کو دوسری سرکاری زبان کی حیثیت حاصل ہے، امارت شرعیہ نے ہمیشہ اردو کے حقوق کی آواز بلند کی ہے اور اس کے لیے اقدام کیے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس کی خواندگی کی شرح تیزی سے گھٹ رہی ہے، جس کے اسباب وعوامل اور وجوہات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں حکومت میں بیٹھے اعلیٰ افسران کی عصبیت ہر دن اسکی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہے، اردو کو کمزور کرنے اور اس کے پڑھنے والوں کی تعداد کم کرنے اور اس کے جاننے والوں کا حوصلہ پست کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، وہیں کہیں نہ کہیں ہماری بھی کمیاں ہیں، اور ہم نے بھی بڑی حد تک اردو زبان کے ساتھ ناانصافی کی ہے، ہمارے بچے اور بچیاں اردو نہیں پڑھتے، ہمارے گھر والوں کی زبان اردو ہونی چاہئے، اردو لکھنے، پڑھنے اور بولنے کا عام مزاج جو ہونا چاہئے، اس میں کہیں نہ کہیں کوئی کمی ضرور نظر آرہی ہے، اردو اخبار اور اردو کی کتابوں کا مطالعہ کثرت سے ہونا چاہئے، جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے اور سرکاری اسکولوں میں اردو اساتذہ نہیں ہیں وہاں اردو اساتذہ کی بحالی کے لیے آواز بلند کریں، متعلقہ شعبہ میں درخواست دیں اور درخواست کی ایک کاپی امارت شرعیہ کو بھی بھیجیں، ساتھ ہی اردو زبان کی ترویج و اشاعت، اس کے فروغ، اس کے پڑھنے پڑھانے پر خصوصی توجہ دی جائے۔

اہم گذارش: ایک اہم گذارش ہے کہ معلمین اور ذمہ داران مکتب ومدرسہ تعلیم وتعلم کے لئے اپنا وقت لگانے میں اللہ کی رضا وخوشنودی کی طلب کو مقصود بنائیں اور ان اعلیٰ اخلاق کو اپنائیں، جن کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان دہی کی ہے، ریا وحسد سے بچیں اور دوسرے کی تحقیر کا طریقہ نہ اپنائیں، بالخصوص اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کے ساتھ اس طرح نرمی واخلاق سے پیش آئیں اور ایسی شفقت کریں جیسا باپ اپنے بیٹے سے کرتا ہے، وہ اپنے درجہ میں طلبہ کی حاضری وغیر حاضری، جسم وکپڑے کی صفائی اور اخلاق وکردار کی بلندی پر خصوصی توجہ دیں، بچوں کی نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے اپنی تعلیم کو پرکشش بنائیں، اگر اس طرح محنت کی گئی تو چند برسوں میں اس کے واضح اور بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

انسانیت کی خدمت بڑی عبادت ہے

مظفر پور میں امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے مولانا سجاد میموریل اسپتال کی جانب سے مفت ہیلتھ کیمپ کے موقع پر علماء و دانشوران کا خطاب

امارت شرعیہ نے اپنے قیام کے پہلے دن سے ہی مذہب، ذات پات، رنگ ونسل کی تفریق کے بغیر انسانیت کی خدمت کی فکر کی ہے، اس کے قیام کو سو سال ہو گئے ہیں، سو سال سے لگاتار امارت شرعیہ انسانیت کی بنیاد پر خدمت کرتی چلی آرہی ہے۔ تعلیم کی اشاعت، زبان وادب کی حفاظت، حفظان صحت کے باب میں امارت شرعیہ نے مثالی خدمات انجام دی ہیں، امارت شرعیہ پھلواری شریف کی نگرانی میں چلنے والا مولانا سجاد میموریل اسپتال محتاج تعارف نہیں ہے، خدمت خلق اور حفظان صحت کے میدان میں اس اسپتال نے اپنا خاص مقام بنایا ہے، اس اسپتال کے ذریعہ کم فیس میں ماہر ڈاکٹروں کے ذریعہ علاج ومعالجہ کی سہولت بلا تفریق مذہب وملت فراہم کی جاتی ہے اور خلق خدا کی بڑی تعداد روزانہ اس سے استفادہ کرتی ہے، ساتھ ہی رفاہ عام کے لیے مختلف مواضعات میں اس کی جانب سے مفت ہیلتھ کیمپ بھی لگایا جاتا ہے، جس میں مختلف امراض کے ماہرین کے ذریعہ مریضوں کی جانچ کی جاتی ہے، انہیں مفید مشورے دیے جاتے ہیں اور مفت دوائیں بھی دی جاتی ہیں۔ اسی سلسلہ کے تحت امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کی جانب سے شعیب ہیلتھ فاؤنڈیشن مظفر پور کے تعاون سے شہر مظفر پور میں یہ ہیلتھ کیمپ لگایا گیا۔ یہ باتیں قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے مورخہ ۱۷ رجنوری ۲۰۲۱ء کو مظفر پور میں شعیب منزل کے سامنے سعد پورہ، ریلوے گمٹی کے نزدیک منعقد مفت ہیلتھ کیمپ کے افتتاح کے موقع پر کہیں، افتتاحی تقریب میں ایم ایل اے گائے گھاٹ جناب نرنجن رائے نے امارت شرعیہ کی اس پہل کا خیر مقدم کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور ارادہ ظاہر کیا کہ وہ اسی طرح کے ہیلتھ کیمپ اپنے حلقہ میں بھی منعقد کریں گے اور اپنا ہر ممکن تعاون پیش کریں گے، جناب مولانا علوی القادری سجادہ نشیں خانقاہ تیغیہ ماری پور نے فرمایا کہ اپنے شہر میں امارت شرعیہ کے تحت اس فری ہیلتھ کیمپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے، انہوں نے کہا کہ آج کوئی بھی شخص امارت شرعیہ اور اس کی تحریک سے ناواقف نہیں ہے، انہوں نے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی شخصیت گرچہ خانقاہ کی دنیا سے تعلق رکھتی ہے؛ لیکن عصر حاضر کے تقاضوں سے بھی غافل نہیں ہیں، آپ کی کوششوں سے قوم کو بے شمار ڈاکٹر اور انجینئر حاصل ہوئے اور ہو رہے ہیں اس کے لیے پوری قوم آپ کی احسان مند رہے گی، جناب قاری نذیر احمد عرفانی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ قوم کی ہر ضرورت میں آگے رہتی ہے، میں نے امارت شرعیہ کی خدمات کو قریب سے دیکھا ہے، امارت شرعیہ کا کوئی کام ایسا نہیں ہے کہ کسی سے ڈھکا چھپا ہو، اسکی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ مولانا عمیر مدنی مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مظفر پور نے کہا کہ امارت شرعیہ نے زندگی کے ہر شعبہ میں مثالی خدمات انجام دی ہیں، ملک میں کم ہی ایسے ادارے ہوں گے جن کی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع ہوگا، جناب شعیب صاحب صدر تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور نے سبھی لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور امارت شرعیہ کے کاموں کو مظفر پور میں پھیلانے کے عزم کا اظہار کیا، جناب شاہد اقبال عرف منا صاحب سکریٹری تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور نے بھی میڈیکل کیمپ کے انعقاد پر امارت شرعیہ اور سبھی ڈاکٹروں کا شکریہ ادا کیا۔

واضح ہو کہ اس مفت ہیلتھ کیمپ کا اہتمام مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ کی جانب سے شعیب ہیلتھ فاؤنڈیشن کے تعاون سے کیا گیا، جس میں مختلف امراض کے پٹنہ ومظفر پور کے ماہر ڈاکٹر حضرات نے مریضوں کی جانچ کی اور صحت کے لیے مفید مشورے دیے، حسب ضرورت مریضوں کو مفت دوائیں بھی دی گئیں۔ نیو آنند جانچ گھر چندوارہ کی جانب سے بلڈ پریشر وشوگر کی مفت جانچ بھی کی گئی، اس ہیلتھ کیمپ میں جنرل مریضوں کے علاوہ آنکھ، ناک، کان، دانت، گلا، شوگر، یورولوجی اور گائینو کے مریضوں کو دیکھا گیا، کیمپ میں جناب ڈاکٹر سید نثار احمد صاحب (میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ایم ایس ایم اسپتال) چیسٹ اسپیشلسٹ، جناب ڈاکٹر غلام محی الدین اشرفی (جنرل فزیشین) جناب ڈاکٹر ایس اے اے نوشاد صاحب (ایم ایس، آئی سرجری) آئی اسپیشلسٹ، جناب ڈاکٹر سید یاسر حبیب صاحب (ڈینٹل سرجن ایم ایس ایم اسپتال) ڈینٹسٹ، جناب ڈاکٹر سید نذیر احمد صاحب (ڈینٹل سرجن ایم ایس ایم اسپتال) ڈینٹسٹ، جناب ڈاکٹر محمد تقی امام صاحب (ایم ڈی پیڈیٹرکس) چائلڈ اسپیشلسٹ، جناب ڈاکٹر محمد ندیم شعیب صاحب فزیشین وشوگر اسپیشلسٹ، جناب ڈاکٹر محمد لطف الحق صاحب سرجن، جناب ڈاکٹر سنتوش شاہی صاحب سرجن یورولوجی، محترمہ ڈاکٹر انوپما شاہی صاحبہ گائینوکولوجسٹ، محترمہ ڈاکٹر ناہید فاطمہ ماہر امراض نسواں، جناب ڈاکٹر دانش اختر صاحب (ایم ڈی ڈرما ٹولوجی) اسکن اسپیشلسٹ، ڈاکٹر روی شنکر صاحب ڈینٹسٹ نے اپنی خدمات دیں۔

اس افتتاحی تقریب کی نظامت کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ جات کا تعارف کرایا، انہوں نے حفظان صحت کے میدان میں امارت شرعیہ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ نے آج ایک بڑا میڈیکل کیمپ محتاج مریضوں کے علاج ودوا کے لیے لگایا ہے، امارت شرعیہ صحت کے میدان میں بھی ہمیشہ فکر مندی سے کام کرتی رہی ہے، اس کیمپ کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ ڈاکٹرس، اطباء اور معالج حضرات، جن کو اللہ نے مرض اور شفا کا علم دیا، یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے، اس نعمت کا فائدہ اللہ کی مخلوق تک پہونچانے کی سدا فکر کرتے رہیں، اور وہ بھی اپنے پرائیوٹ اسپتال اور کلنک میں یا اس طرح کے کیمپ لگا کر پریشان حال لوگوں کے کام آنے کا مزاج بنائیں، اس موقع سے ضلع مظفر پور کے علماء، ائمہ، سماجی، تعلیمی، ملی اور سیاسی کارکنان اور عوام بڑی تعداد میں شریک رہے، میڈیکل کیمپ میں بڑی تعداد میں مریضوں نے پہونچ کر ماہر ڈاکٹرس سے اپنا علاج کرایا اور دوائیں تشخیص کرائیں، لوگوں نے اس طرح کے کیمپ برابر اور ہر علاقے میں لگانے کی ضرورت بتائی۔ کیمپ میں ڈاکٹروں کے علاوہ مولانا سجاد میموریل اسپتال کے میڈیکل اسٹاف میں سے جناب اعجاز صاحب، ظفر عالم صاحب، ہمایوں اختر صاحب ودیگر حضرات شریک رہے، پروگرام کا آغاز جناب قاری ثاقب مشیر صاحب کی تلاوت سے ہوا اور قائم مقام ناظم صاحب کی دعا پر مجلس ختم ہوئی۔

قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کی ڈی جی پی بہار سے گلناز کے معاملہ میں ملاقات

گلناز مرحومہ جسے چند شر پسندوں نے گذشتہ ۳۰ راکتوبر ۲۰۲۰ء کو اپنی ہوس کا شکار بنانا چاہا اور انکار کرنے اور گلناز کی اپنی طرف سے عزت وآبرو کی حفاظت کی پاداش میں اسے جان گنوانی پڑی تھی، شر پسندوں نے آگ میں جلا کر اس کی قیمتی جان لے لی، یہ معاملہ نہ صرف بہار بلکہ پورے ملک کیلئے افسوسناک بنا، اس واقعہ کے خلاف ملک بالخصوص ریاست کی مختلف تنظیموں اور دھڑوں نے آوازیں بلند کیں، اور انصاف دلانے اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے اپنی سطح سے کوشش کی، امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کی ہدایت پر امارت شرعیہ نے اس کیس کو قریب سے دیکھا اور خود سے اس کیس کی پیروی کرنے کا فیصلہ کیا، گلناز کی والدہ، بھائی اور دوسرے سماجی کارکنان اور امارت شرعیہ کے ذمہ داروں کے ساتھ اس سلسلے میں کئی نشست ہوئی، امارت شرعیہ نے اس کیس کی پیروی کرنے اور مظلومہ کو انصاف دلانے کا فیصلہ کیا، مقتولہ کو انصاف دلانے کیلئے تین نامزد ملزموں میں سے ایک کے فرار رہنے پر امارت شرعیہ نے حکومت اور متعلقہ افسران کو توجہ دلائی جس کے نتیجے میں اس کی قرقی ضبطی کی گئی؛ لیکن وہ اب بھی پولس کی گرفت سے باہر ہے، دوسرے دو ملزم امتحان کے نام پر عارضی ضمانت پر باہر آئے، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی نے ڈائرکٹر جنرل آف پولس سے مورخہ ۲۱ رجنوری کی شام ان کے آفس میں ملاقات کر کے تیسرے فرار ملزم کی جلد گرفتاری اور بقیہ دو کو عدالتی حکم کے مطابق خود سپردگی کیلئے توجہ دلائی، امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا محمد سہیل احمد ندوی صاحب بھی اس میٹنگ میں شریک تھے، ڈی جی پی بہار نے باتوں کو غور سے سنا اور معاملہ پر فوری توجہ دیتے ہوئے اسی وقت ایس پی ضلع ویشالی کو فون کر کے اس معاملہ کو انصاف سے دیکھنے اور مجرموں کو فوراً گرفتار کرنے کا حکم دیا، انہوں نے یقین دلایا کہ مظلوموں کو ضرور انصاف ملے گا اور اس سلسلے میں ہمارا جو بھی تعاون ہو سکتا ہے، ہم کریں گے۔ قائم مقام ناظم صاحب نے ڈی جی پی بہار کے فوری ایکشن لینے اور اس معاملہ میں ان کی دلچسپی پر اطمینان کا اظہار کیا۔

امارت شرعیہ کی خدمات تمام شعبۂ حیات میں مثالی ہیں

مظفر پور میں تنظیم امارت شرعیہ کے دفتر کے افتتاح کے موقع پر علماء و دانشوران کا اظہار خیال

آج کا دور علم، سائنس، ٹیکنالوجی اور فنون وہنر کا ہے ایک طرف جہاں سائنس وٹیکنالوجی میں ترقی ہو رہی ہے، وہیں دوسری طرف لوگ مذہب سے دور ہوتے جا رہے ہیں، نئی نسلیں دین بیزاری اور اخلاقی پراگندگی کا شکار ہیں، ان حالات میں ہم سب کے مخدوم ومربی مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے دینی بنیادی تعلیم اور زیادہ سے زیادہ عصری تعلیمی ادارے قائم کرنے کی تحریک اور عوامی بیداری پیدا کرنے کا فیصلہ کیا ہے، آپ کا ماننا ہے کہ نسلوں کو مستقبل میں دین پر باقی رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ دینی بنیادی تعلیم کے مکاتب ہر گاؤں اور ہر محلہ میں قائم کیے جائیں۔ اور دنیا میں سربلند رہنے اور اقوام عالم کی قیادت کے لیے ضروری ہے کہ ہم اور ہماری نسلیں عصری علوم وفنون حاصل کریں اور اس کے لیے بھی ہر علاقے میں باصلاحیت اساتذہ کے تعاون سے اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں کھولیں۔ اس کے بغیر دین کی حفاظت اور دنیا میں ترقی کے خواب مکمل نہیں ہو سکتے۔ ان خیالات کا اظہار جناب مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے مورخہ ۱۷ رجنوری ۲۰۲۱ء روز اتوار کو مظفر پور میں امارت شرعیہ کے ضلعی دفتر کے افتتاح کے موقع پر اپنے خطاب میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ایک بڑا مسئلہ اپنی تہذیب اور زبان کی حفاظت کا بھی ہے، اردو زبان جس کی گراں قدر خدمات ہیں، جس زبان کا ملک کی آزادی اور اخلاق وکردار کے بنانے میں اہم رول رہا، آج اس زبان کا وجود خطرے میں محسوس ہوتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کے پڑھنے، لکھنے اور بولنے کا ایک ماحول بنائیں، بلکہ اردو کے تحفظ کی ایک مہم چلائیں۔ وہ طبقہ جو اردو پڑھنا جانتا بھی ہے، اپنے بچے بچیوں اور گھر کے لوگوں کو اردو کی تعلیم سے دور رکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں، مختلف اخبارات صبح میں ان کے گھر کی زینت بنتے ہیں، لیکن ان میں اردو کا کوئی اخبار نہیں ہوتا، اردو زبان کے معیاری روزنامے پڑھنے کی توفیق بھی انہیں نہیں ہوتی، حالانکہ اردو کی ترویج کے لیے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اردو اخبارات کثرت سے پڑھے جائیں، اس موقع سے امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ تنظیم اور اتحاد ملت کی سخت ضرورت ہے، امارت شرعیہ نے اپنے قیام کے پہلے ہی دن سے تنظیم کو ترجیحی حیثیت دی ہے، آج مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ تنظیم امارت شرعیہ ضلع مظفر پور کے دفتر کا افتتاح ہو رہا ہے، ان شاء اللہ اس سے ضلع میں تنظیم کو تقویت اور وسعت ملے گی۔ اس موقع سے جناب مولانا اعجاز احمد صاحب سابق چیئرمین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ ورکن شوریٰ امارت شرعیہ نے اپنا تاثر پیش کرتے ہوئے کہا کہ سرزمین ہند بالخصوص بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ انہیں امارت شرعیہ جیسے عظیم ادارے کی سرپرستی حاصل ہے کہ اس وقت کے عظیم مفکر اور مربی حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب ہمارے امیر ہیں، ہمیں اس نعمت کی قدر بھی کرنی چاہئے اور اپنی وابستگی امارت شرعیہ سے مضبوط کرنی چاہئے، حضرت امیر شریعت نے جن تین بنیادوں پر تحریک چلانے کا فیصلہ کیا ہے، ہمیں مضبوطی سے اس کا حصہ بننا چاہئے۔ مظفر پور میں تنظیم امارت شرعیہ کے دفتر کے افتتاح کے موقع پر مقامی لوگوں میں کافی خوشی کا ماحول دیکھا گیا۔ قائم مقام ناظم صاحب کے ہاتھوں تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور کے چند ذمہ داروں کو سند بھی دی گئی۔

اس افتتاحی تقریب میں جناب نرنجن رائے ایم ایل اے گائے گھاٹ، مولانا شاہ علوی القادری سجادہ نشیں خانقاہ تیغیہ ماری پور مظفر پور، جناب مولانا قاری نذیر احمد عرفانی صاحب سرپرست تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور، صدر تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور جناب شعیب صاحب، سکریٹری جناب شاہد اقبال عرف منا، جناب حاجی فرید رحمانی صاحب سرپرست تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور، جناب حافظ صبغۃ اللہ رحمانی جوائنٹ سکریٹری، قیصر جمال نعمانی رکن، جناب حافظ حارث رحمانی صاحب شکری، جناب حافظ محمد ارشاد صاحب سعد پورہ، جناب محمد سمیع اللہ صاحب صدر کٹرا بلاک، جناب مولانا حامد ندوی صاحب مٹھن پورہ، جناب مولانا سہیل احمد قاسمی صاحب ذکریا کالونی، جناب مولانا مظفر عالم صاحب قاسمی سکریٹری اورائی بلاک، جناب محمد وسیم صاحب، جناب مولانا محمد صبغۃ اللہ صاحب صدر اورائی بلاک، جناب مولانا عمیر مدنی صاحب مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مظفر پور، جناب قیصر عالم صاحب جنرل سکریٹری سینئر سٹیزن کاؤنسل مظفر پور، جناب جاوید احمد صاحب نائب صدر تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور، مولانا اکرام ثاقب صاحب نائب صدر تنظیم امارت شرعیہ، جناب رفعت علی جناح صاحب جوائنٹ سکریٹری، مولانا مشیر الحق قاسمی جوائنٹ سکریٹری، مولانا مسعود عالم قاسمی وغیرہ موجود تھے۔

شیر شاہ سوری کا عدل وانصاف

مولانا امداد الحق بختیار قاسمی

شیر شاہ سوری ایک بے مثال مسلمان بادشاہ گزرا ہے، جس کے یہاں ہمیں عدل وانصاف، مساوات وبرابری، خوش اخلاقی، رعایا پروری، عالی ظرفی، مردم شناسی اور حسنِ سلوک کے اعلیٰ نمونے ملتے ہیں اور جس نے ملک وقوم کے لیے ایسے ایسے عظیم الشان کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، جن سے آج تک ہندوستانی عوام مستفید ہورہی ہے، اس کے زمانہ حکمرانی میں رعایا کو جتنا امن وسکون، فراخی وسہولت حاصل رہی ہے، کسی دوسرے بادشاہ کے عہد میں یہ نعمتیں انھیں نہیں ملی، ہندوستان پر حکمرانی محمود نے اور محمد نے بھی کی، غزنوی اور غوری نے بھی کی، تیمور اور بابر نے بھی کی؛ مگر امور سیاست کے جتنے دور دراز میدان شیر شاہ سوری نے طے کیے، ملک اور رعایا کی رفاہ میں جتنے کام اس کے دست وبازو سے ہوئے، اتنے نہ محمود کی لیاقت سے ہوسکے اور نہ محمد تغلق کی قابلیت سے، نہ تیمور کی شہرت اس کو پورا کرسکی اور نہ بابر کی سطوت وقوت اس کو کامل کرسکی، اس نے اپنے پانچ سالہ مدتِ حکومت میں اتنے بڑے بڑے کام کیے، جو دوسرے حکمرانِ ہندوستان سے پچاس سال کی سلطنتوں میں بھی نہ ہوسکے۔ شیر شاہ سوری کا اصلی نام فرید خان تھا، ان کے والد حسن خان اور دادا ابراہیم خان تھے، یہ لوہانی پٹھان کی سوری شاخ سے تھے؛ اسی لیے انھیں ''سوری'' کہا جاتا ہے اور ان کے سلسلہ کو سلاطینِ غوریہ سے قرابت تھی، ابراہیم خان سلطان لودی کے زمانہ میں ہندوستان آئے۔

شیر شاہ سوری کی ولادت 1473ء میں بمقام سہسرام (بہار) میں ہوئی، تحصیل علم کے لیے جونپور کا سفر کیا، دو سال تک وہاں رہ کر فارسی میں مہارت حاصل کی اور کچھ عربی بھی پڑھی، نیز عروض وتاریخ کا علم بھی حاصل کیا، اور ظاہری علوم کی تحصیل کے ساتھ ساتھ باطنی کمالات کی طرف بھی توجہ کا ولولہ پیدا ہوا؛ چنانچہ جونپور کے علماء فضلاء اور بزرگانِ دین کی خدمت میں برابر حاضری دیتے رہے اور ان کے فیضانِ صحبت سے بھرپور مستفیض ہوتے رہے، شیر شاہ سوری نے بہار، بنگال اور اڑیسہ سے لے کر پورے ہندوستان پر حکمرانی کی، سب سے پہلے اپنے والد حسن خان سوری کے پرگنہ سہسرام میں نائب بنائے گئے اور والد کی وفات کے بعد حاکم بھی بنے، بعد ازاں کئی بادشاہوں کے یہاں ملازمت بھی کی، جلال خان کے بعد پورے بہار کی باگ ڈور شیر شاہ سوری کے ہاتھ میں آئی اور ہمایوں کے بعد یہ اقبال مند حکمراں پورے ہندوستاں کا بادشاہ بن گیا۔

شیر شاہ سوری کی وفات 72 سال کی عمر میں 12 / ربیع الثانی 952ھ مطابق 22 / مئی 1545 کو کالنجر کے قلعہ کے پاس ہوئی اور تدفین سہسرام کے اسی عالی شان مقبرہ میں ہوئی، جسے وہ اپنے لیے تعمیر کروا رہے تھے اور جس کی تکمیل ان کے بیٹے سلیم شاہ کے زمانہ حکومت میں ہوئی۔ شیر شاہ سوری کا پہلا لقب شیر خان تھا اور اس کے پس منظر میں تاریخ کی کتابوں میں ایک واقعہ ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ شیر شاہ سوری بہار کے بادشاہ محمد شاہ، جس کا اصلی نام بہادر خان ہے، کے ساتھ شکار کے لیے جنگل گئے، اچانک ایک شیر سامنے آگیا، شیر شاہ سوری فطری طور پر دلیر اور بہادر اور ہمت کے پہاڑ تھے؛ چنانچہ انھوں نے شیر کا مقابلہ کیا اور اس کی اگلی دونوں ٹانگیں پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا اور پھر تلوار سے اس کا سر دھڑ سے الگ کردیا اور بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا، بادشاہ نے اس حیرت انگیز بہادری اور شجاعت سے خوش ہوکر ''شیر خان'' کا لقب عنایت کیا۔ 1532ء تا 1539ء کی طویل جنگ کے بعد بالآخر شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کردیا اور ہمایوں تمام خزانہ اور جواہرات وغیرہ لے کر لاہور چلا گیا اور 1540ء سے ہندوستان کا تخت شیر شاہ سوری کے لیے خالی کرگیا، شیر شاہ سوری آگرہ پہنچ کر تختِ حکمرانی پر جلوہ افروز ہوئے اور اسی دن سے ''شیر خان سے شیر شاہ'' ہوگئے۔

عدل وانصاف کا عجیب وغریب نمونہ مسٹر الفنسٹن نے اپنی تاریخ میں شیر شاہ سوری کی عدالت کا ایک حیرت انگیز واقعہ لکھا ہے کہ شیر شاہ کا منجھلا لڑکا عادل خان ایک دن ہاتھی پر سوار ہوکر آگرہ کی کسی گلی سے جا رہا تھا، ایک مہاجن کی عورت، جو حسین وجمیل اور خوبصورت تھی، اپنے آنگن میں نہا رہی تھی، اس کے گھر کی چہار دیواری نیچی تھی؛ اسی لیے عادل خان جو ہاتھی پر سوار تھا اس کی نظر اس عورت کے جسم پر پڑ گئی، وہ اسے دیکھنے لگا اور پان کا ایک بیڑہ بھی اس کی طرف پھینکا اور اس کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا، وہ عورت پارسا اور باحیا تھی، ایک نامحرم کے بے پردگی کی حالت میں دیکھ لینے کو برداشت نہ کرسکی اور خودکشی کرنے لگی، اس کے اعزاء واقارب اور شوہر نے بڑی مشکل سے اسے خودکشی سے روکا، اور اس کا شوہر پان کا وہ بیڑہ لے کر شیر شاہ سوری کے دربار میں حاضر ہوا، جہاں وہ عوام کی شکایتیں سن رہے تھے، اس نے اپنی عزت وناموس کی درد بھری روداد شیر شاہ سوری کے گوش گزار کی، اس واقعہ کو سن کر شیر شاہ سوری بہت رنجیدہ ہوئے، دیر تک افسوس کرتے رہے، پھر حکم دیا کہ یہ مہاجن اسی ہاتھی پر سوار ہوکر عادل خان کے گھر آئے اور عادل کی بیوی اس کے سامنے لائی جائے اور یہ مہاجن اس کی طرف بھی پان کا بیڑہ پھینکے۔ ایسا انصاف جو اپنے دل پر پتھر رکھ کر اپنے ہی خلاف اور اپنے گھر کی عزت وناموس کی پرواہ کیے بغیر دیا گیا ہو، شاید ہی کہیں ہمیں ملے؛ چنانچہ یہ حکم سن کر پورا دربار کانپ اٹھا، امراء اور ارکینِ سلطنت نے عادل خان کے ناموس کی حفاظت کے لیے سفارش کی؛ مگر شیر شاہ سوری نے پوری متانت کے ساتھ جواب دیا کہ میں ایسے موقع پر کسی کی سفارش قبول کرنا ہرگز نہیں چاہتا: میری نگاہ میں میری اولاد اور رعایا دونوں مساوی ہیں، میری اولاد ایسی گھٹیا حرکت کرے اور میں اس کے ساتھ رواداری کروں، یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ اس مہاجن نے جب عدل وانصاف کا یہ فیصلہ سنا اور ایسا عدل، جو اس کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا، تو وہ شیر شاہ سوری کے قدموں میں پڑ گیا اور اس نے خود عاجزی اور اصرار کے ساتھ درخواست کی کہ یہ حکم نافذ نہ کیا جائے میں اپنے دعوے سے دست بردار ہوتا ہوں۔

مسلوات اور رعایا پروری کی بہترین مثال

شیر شاہ سوری نے رعایا کی سہولت کے لیے بہت سے رفاہی کام کروائے ہیں، ان میں کئی ایک کارنامے انتہائی عظیم ہیں، انھیں میں سے ایک طویل ترین دو پختہ سڑکیں ہیں، جن میں سے ایک آگرہ سے لے کر مانڈو (علاقہ مدراس) تک جاتی ہے، جو ساڑھے چار سو کوس لمبی ہے اور دوسری پنجاب (کے قلعہ جدید رہتاس) سے لے کر ستارگاوں (بنگال) تک جاتی ہے اور یہ سڑک پندرہ سو (1500) میل طویل ہے۔ اور اس میں خاص بات یہ ہے کہ شیر شاہ سوری نے ان سڑکوں کی دونوں جانب دو طرفہ سایہ دار درخت لگوائے اور ان کے پھل مسافروں کے لیے وقف تھے، نیز ان دونوں سڑکوں پر ہر تین کوس پر سرائے پختہ بنوائیں اور ان میں دو باورچی خانے بنوائے، ایک مسلمانوں کے لیے اور ایک ہندوں کے لیے اور عام حکم دیا کہ بلا خیالِ مذہب ہر مسافر کی مہمان نوازی سرکاری خزانہ سے کی جائے اور ہر سرائے میں جان ومال کی حفاظت کے پیشِ نظر پولس کا انتظام کیا گیا، اسی طرح ہر سرائے کے دروازے پر ایک نقارہ تھا اور بادشاہ کی طرف سے حکم تھا کہ جس وقت ہم کھانا کھانے بیٹھیں، اسی وقت تمام مسافروں کے لیے کھانا لگا دیا جائے اور آگرہ سے بنگال تک تمام نقارے ایک دوسرے کی آواز سن کر بجائے جائیں؛ تاکہ معلوم ہوجائے ہم تنہا ہندوستان کے ایوان شاہی سے محظوظ نہیں ہورہے ہیں؛ بلکہ ہمارے ساتھ ہماری پردیسی اور غریب رعایا بھی خدا کی عنایت کردہ نعمت میں شریک ہے۔ (تاریخ جدید صوبہ اڑیسہ وبہار، مرتبہ: سید اولاد حیدر فوق بلگرامی کواتھ مقامی، مطبع اکبری بودی کٹرہ، پٹنہ، تاریخ طبع 1915)

شیر شاہ سوری عدل وانصاف کے معاملہ میں کسی کی طرف داری یا سفارش قبول نہیں کرتا تھا، اور انصاف کی کسوٹی پر فیصلہ کرتا تھا خواہ اس کے عزیز واقارب ہی کیوں نہ حقیقت میں وہ انصاف کا منبع تھا، جناب ڈاکٹر ابوسفیان صاحب نے اپنے ایک مقالہ میں لکھا کہ حقیقت میں عدل وانصاف کے معاملہ میں حکمراں کو کوئی رشتہ دار نہیں ہوتا؛ لیکن آج کے حکمرانوں اور ان کے حواریوں کے کردار کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ تعصب اور نفرت کے غار میں لوگوں کی ناک کان کاٹ لی جاتی ہے، اور موب لنچنگ ہوتی ہے، حکمراں اور اس کے حواریوں کے سر پر جوئیں تک نہیں رینگتی، اور ای لوگوں کو سزا کے بجائے صبر کی تلقین کرتے ہیں، علاوہ ازیں حکمراں جماعت کے حواریوں کے ذریعہ کھلے عام مذہب وملت کے نام پر زہر افشانی کی جاتی ہے، پھر عدلیہ کے انصاف کرنے میں مہینہ کی بات تو چھوڑ دیجیے برسوں لگ جاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حکمراں طبقہ اور عدلیہ کے متعلق عوام مایوسی کا شکار ہے، اس لئے ملک کی تعمیر وترقی میں حکمراں اور عدلیہ دونوں کے لئے شیر شاہ کا نظام عدل وانصاف ترغیب کا باعث ہے، آج ہمارا ملک جس مذہبی تعصب اور بغض وعناد کے دوراہے پر کھڑا ہے اور اقتدار کی ہوس میں عوام کے ذہن میں مذہبی تعصب اور نفرت کا بیج بویا جارہا ہے ایسے حالات میں شیر شاہ کی مذہبی رواداری ہمارے لئے باعث ترغیب ہے، یہاں کے حکمرانوں کو شیر شاہ کی زندگی اور نظام سلطنت کے لئے ان کی حکمت اور سیاسی دور اندیشی سے فائدہ اٹھانا چاہئے، ان کی خدمات کی منظر کشی کرتے ہوئے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رقم فرماتے ہیں:

''ہندوستان کی سرزمین پر حکومت وبادشاہت کی تاریخ کے نقوش بڑے گہرے رہے ہیں۔ بہت ہی یادگار عمارتیں، ترقی کے کام، اصلاحی اور رفاہی فیصلے، عدل وانصاف کا نظام، انتظامیہ کا نظم ونسق، بہت سے گوشے ہیں جنہوں نے نسلوں کو متاثر کیا ہے۔ ان بادشاہوں میں شیر شاہ سوری کا مقام بہت بلند ہے، وہ سپاہی سے بادشاہت کے تخت پر بیٹھے، بہت کم وقت میں جو اقدامات انہوں نے کیں، وہ تاریخ میں بہت روشن ہیں، سڑکوں کی تعمیر، وہ بھی اتنی لانبی، سڑک کے کنارے مناروں کی تعمیر، بغیر چھت کے مسجد کی تعمیر، مسجد کا دنیا میں منفرد نقشہ، سرائے کی تعمیر جس کے فاصلوں میں یہ توازن بھی رکھا کہ پیادہ صبح سے شام تک ہلکی چال پر کتنا چل پائے گا، تاکہ وہ ایک سرائے سے دوسرے سرائے تک دن کے اجالے میں پہنچ سکے۔ اس سڑک سے گزرنے والا مسافر بھوکا ہے اور اس کے پاس کھانے کو نہیں، اس بات کو ذہن میں رکھ کر شیر شاہ سوری نے سڑک کے کنارے پھل دار درخت لگائے، سرائے کے انتظام میں بھی ملکی، ہم آہنگی، عوامی، ذہن اور ضرورت کا خیال رکھا، ڈاک کا نظام، زمین کی پیمائش، فوجی نظام میں اصلاح اور تنخواہ کا نظام، رقم کو روپیہ اور سکوں کو آنہ کا نام دیا، عدل وانصاف کے لئے انتظام کو مضبوط اور مستحکم بنایا اور عوام کی خوش حال زندگی کے اہم منصوبوں کو نافذ کیا، زرعی اصلاحات اور غلہ پر ٹیکس کی سہولت کا بھی نظم کیا، اس طرح کے کام کے لئے جس سکون واطمینان کی زندگی ضروری ہے اور جتنا وقت درکار ہے، ان دونوں کی کمی کے باوجود جس حوصلے کے ساتھ شیر شاہ سوری نے حکومت کی اور اپنے کارناموں سے پوری دنیا پر اثر چھوڑا، وہ قابل تحسین ہے اور دنیا کے ساتھ ہندوستان کے لئے بھی اس میں سیکھنے، برتنے اور کرنے کے بہت سے کام ہیں مگر شیر شاہ سوری کے کارنامے اور ان کی یادیں ہندوستانی حکام کی بے توجہی کا شکار ہیں، جب کہ ان کارناموں سے ملک کی ترقی، خوشحالی، یکجہتی اور امن وامان کو فروغ ملتا ہے، ملک کا وقار بڑھتا ہے، تاریخ کا ہر روشن باب موجودہ اقدامات کی راہ ہموار کرتا ہے۔'' (ماخوذ شیر شاہ سوری، عہد حکومت اور معنویت)

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۶۹/۲۵۸۸/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دملہ مدھوبنی)

مہناز بانو بنت محمد نور عالم ساکن اھیاری ڈاکخانہ علیم آباد نمرولی ضلع دربھنگہ۔ فریق اول

بنام

محمد عاشق ولد محمد شاکر نداف ساکن ٹکٹارڈ اکخانہ مدھ پور ضلع دربھنگہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ دملہ مدھوبنی میں عرصہ تین سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴ر رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۷ر فروری ۲۰۲۱ روز سنیچر بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت دار القضاء امارت شرعیہ دملہ ضلع مدھوبنی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

طب وسائنس

مسور دال-غذائیت سے بھرپور

دال مسور) Lentils زمانہ قدیم سے زیر استعمال ہے۔اگر تاریخ کے ورق پر کھے جائیں تو آج سے 11000 سال قبل مسیح میں پہلی بار اسے یونانیوں نے پکایا پھر وہاں سے ایشیائی ممالک اور بھارت پہنچی اور پھر یہاں سے افریقہ، یورپ، آسٹریلیا اور امریکہ میں۔

دل Dal اصل میں سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں کٹا ہوا۔لفظ دال کٹے ہوئے دانے کو کہتے ہیں لیکن اب پکا کر کھانے والے تمام پھلی دار بیجوں کے لئے یہی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔دنیا میں سب سے زیادہ دال مسور پیدا کرنے والا ملک کینیڈا اور دوسرے نمبر پر بھارت ہے جو دنیا کی کل مانگ کا 58% پورا کرتے ہیں۔اس کے بعد ترکی، آسٹریلیا اور نیپال کا نمبر آتا ہے جبکہ پاکستان اس فہرست میں اٹھارویں نمبر پر ہے۔

دال مسور غذائیت ومعدنیات سے بھرپور مالامال پودا ہے۔

اگر آپ گوشت نہیں کھا سکتے تو مسور کھائیں! جی ہاں، اس میں بڑی مقدار میں پروٹین موجود ہے۔ یہ وہی پروٹین ہے جو آپ گوشت سے حاصل کرتے ہیں اور جو آپ کے مسلز یا پٹھے بنا کر انہیں مضبوط کرتا ہے۔اس لئے جیم کرنے والے لوگوں کے لئے بھی یہ دال بہت زبردست غذا ہے۔

اس میں بڑی مقدار میں کاربوہائیڈریٹ موجود ہے جو آپ کا دل ودماغ مضبوط کرتا ہے اور جسم کی توانائی اور غذائی ضروریات پوری کرتا ہے۔تاہم کچھ لوگوں کا جسم کاربوہائیڈریٹ ٹھیک طرح ہضم نہیں کرتا اور گیس کی شکایت ہوجاتی ہے۔اگر ایسا ہو تو مسور کی دوسری قسم استعمال کریں۔

اس میں اچھی خاصی مقدار میں Folate موجود ہے۔فولیٹ وہ غذائی شے ہے جو حاملہ خواتین کے لئے بہت اچھی ہے۔ یہ بچے کو بہت ساری پیدائشی بیماریوں (Birth Defects) سے بچاتی ہے۔اس لئے حمل کے ابتدائی مہینوں میں اس کا استعمال بہت اچھا ہے۔

اس میں Celenium موجود ہے جو ایک بڑا ہی اہم غذائی جزو ہے۔ سیلینیم ایک Antioxidant ہے جو ہمارے دل کو مضبوط کرتا ہے جسم میں کینسر کے خلاف لڑتا ہے اور جسم میں Cells T پیدا کرتا ہے۔ T Cells ہمارے جسم کا مدافعتی نظام ہیں جو جسم میں داخل ہونے والے بیکٹیریا اور وائیرس کے اوپر غلاف چڑھا کر انہیں مار ڈالتے ہیں اور اپنی نسل بڑھانے نہیں دیتے۔

اس میں فائیبر موجود ہے جو ہاضمے کے لئے اچھا ہے اور چربی گھولتا ہے خون کی نالیاں کھولتا ہے۔البتہ دلی ہوئی یا ملکہ مسور میں چھلکا اترنے کی وجہ سے یہ غذائیت کم پائی جاتی ہے۔

اس میں پوٹاسئیم موجود ہے جو ہڈیاں مضبوط کرتا ہے گردے کی پتھری سے بچاتا ہے اور بلڈ پریشر کو بحال رکھتا ہے۔

یہ ہائی بلڈ شوگر کو بھی نارمل کرتی ہے اور شوگر کے مریضوں کے لئے بطور خوراک بہت اچھی Balance Diet ہے۔

ہندوپاک میں اسے مصالحے دار طریقے سے تڑکا لگا کر پکایا جاتا ہے۔پیلی پکی ہوئی پتلی دال کو چاولوں کے ساتھ دنیا بھر میں کھایا جاتا ہے۔ملکہ مسور سے زیادہ ثابت مسور (میری فیورٹ) اچھی ہے جس میں بے پناہ غذائیت ہے۔لیکن اکثر لوگ ملکہ مسور پسند کرتے ہیں کیونکہ یہ جلد پکتی اور آسانی سے ہضم ہوتی ہے۔آپ ثابت مسور کو ابال کر سلاد کے ساتھ بھی کھا سکتے ہیں۔

کیا ہم کچی دال کھا سکتے ہیں؟

بالکل نہیں! اس کی وجہ اس میں موجود ایک پروٹین ہوتا ہے جسے Lectin کہتے ہیں۔ یہ زہریلا اثر رکھتا ہے اگر آپ کچی دال جو کہ ہوتی بھی سخت ہے، چبا کر نگلیں گے تو تھوڑی دیر میں ہی الٹیاں اور ہیضہ ہوجائے گا۔اسی لئے اسے لازماً پکا کر کھائیں یا ابالیں۔پکانے سے Lectin کا اثر ختم ہوجاتا ہے۔

اس کو اگر کچا کھانا ہی ہے تو اسے Sprout کر کے کھائیں۔ یہ ایک طریقہ ہے جس میں ثابت مسور کو ایک دن بھگو کر رکھا جاتا ہے پھر اس کے برتن پر کپڑا رکھ کر ڈھانک دیا جاتا ہے، کچھ گھنٹوں بعد اسے دوبارہ پانی میں چند منٹ بھگو کر پانی نتھار لیا جاتا ہے اور پھر کپڑے سے ڈھانک دیا جاتا ہے۔ یہ عمل کچھ دفعہ کرنے سے دو تین دن میں بیج میں سے ہلکے ننھے سے سبز رنگ کے پودے نکل آتے ہیں۔اب چاہیں تو انہیں ایسے ہی کھائیں، ابال لیں یا پکا کر کھائیں یا چاہیں تو مٹی میں لگا کر کاشت کر ڈالیں۔ sprout طریقے سے کھانے سے مزید غذائیت اور مختلف ذائقہ ملتا ہے۔

دال مسور ٹھنڈے موسم کا پودا ہے، یہ کسی بھی ایسے علاقے میں کاشت ہوسکتی ہے جہاں مناسب مٹی، مناسب پانی اور دھوپ ہو۔ یہ تھور زدہ مٹی میں بھی اگ آئے گی لیکن پیداوار کم دے گی۔اسے موسم بہار کے ابتدائی ہفتوں یعنی اپریل کے شروع میں اگائیں۔اگانے سے پہلے زمین کی تمام جڑی بوٹیاں نکال پھینکیں اور اسے ایک صاف ستھری زمین مہیا کریں۔ بیج کو ایک انچ کی دوری سے ڈیڑھ دو انچ زمین کے اندر دبا دیں۔اگانے کے دوران اس بات کا خیال رکھیں کہ زمین نم رہے لیکن پانی ہرگز کھڑا نہ ہونے دیں۔چند ماہ میں فصل تیار ہوجائے گی۔

هفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

۱۰۰/سابق افسروں نے پی ایم کیئرس فنڈ پر سوالات اٹھائے

۱۰۰/سابق افسروں نے وزیراعظم نریندر مودی کو ایک کھلا خط لکھ کر پی ایم کیئرس فنڈ میں شفافیت کے تعلق سے سوالات اٹھائے ہیں، انہوں نے کہا کہ فنڈ کے بارے میں معلومات کو عام کیا جانا چاہیے۔انہوں نے کہا کہ فنڈ میں کتنا پیسہ کہاں سے حاصل ہوا اور فنڈ نے وہ پیسہ کہاں اور کتنا خرچ کیا اس کی پوری تفصیل دستیاب کرائی جانی چاہیے تاکہ کسی طرح کی بے ضابطگی کے اندیشے سے بچا جاسکے۔سابق افسروں نے اپنے کھلے خط میں لکھا ہے کہ ہم پی ایم کیئرس یا ایمرجنسی کی حالت میں شہری امداد اور راحت کے بارے میں جاری بحث پر قریب سے نظر رکھ رہے ہیں۔ یہ فنڈ کووڈ وبا سے متاثر لوگوں کے فائدے کے لیے بنایا گیا تھا۔جس مقصد سے یہ فنڈ بنایا گیا اور جس طرح سے اسے چلایا گیا اس پر اٹھنے والے کئی سوال کا جواب ضروری ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ بھی ضروری ہے کہ وزیراعظم سے جڑے تمام لین دین میں پوری شفافیت کو یقینی بنایا جائے۔خط پر سابق آئی اے ایس انیتا اگنی ہوتری، ایس پی امبروسے شرد بہار، سجاد ہاسن کے دستخط بھی شامل ہیں۔

طالبات کو گریجویشن کے بعد 25 کی بجائے 50 ہزار کی تشجیعی رقم ملے گی

گریجویشن کرنے والی طالبات کو اب 25 ہزار کے بجائے 50 ہزار کی رقم دی جائے گی۔انٹر پاس والی طالبات کو 10 ہزار کی بجائے 25 ہزار روپے ملیں گے۔یکم اپریل 2021 کے بعد فارغ التحصیل طلبا کو بڑھتی ہوئی رقم کا فائدہ ملے گا۔محکمہ تعلیم نے ''سی ایم کنیا یوجنا'' کے تحت رقم بڑھانے کی تجویز تیار کی ہے اور اسے خود کفیل بہار کے سات نکاتی ایجنڈے کے تحت کابینہ کو بھجوادیا ہے۔اس اسکیم سے سالانہ 3 لاکھ سے زائد طالبات کو فائدہ ہوگا۔تقریباً ڈھائی لاکھ طلباء ہوں گے جو انٹر پاس کر چکے ہیں۔خیال کیا جارہا ہے کہ اسے آئندہ کابینہ میں حکومت کی منظوری مل جائے گی۔

پنچایت انتخابات: ای وی ایم پر مہر

مجوزہ پنچایت انتخابات مارچ سے مئی تک ای وی ایم سے ہوں گے۔وزیراعلیٰ نے پنچایت راج محکمہ کی اس تجویز کو منظوری دے دی ہے۔اب پنچایتی راج محکمہ نے اپنی تیاریوں کو مکمل کرنے کے لیے ریاستی الیکشن کمیشن کو تحریری رضامندی ارسال کردی ہے۔محکمہ سے اس رضامندی کے بعد اب ریاستی الیکشن کمیشن پنچایتی راج محکمہ کو ای وی ایم کی خریداری سے متعلق تجویز تیار کرے گا اور پیش کرے گا۔پنچایت انتخابات کے لئے ای وی ایم کی خریداری کی اس اعلی سطح پر قبولیت کے بعد، ریاستی الیکشن کمیشن ای وی ایم کی خریداری سے متعلق ایک تجویز تیار کرے گا۔الیکٹرانک کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ سے کی جانے والی اس خریداری کے لیے ریاستی الیکشن کمیشن پنچایتی راج محکمہ کو بھیجے گا۔ذرائع سے موصولہ اطلاعات کے مطابق پہلی بار بہار میں ای وی ایم پنچایت انتخابات پر لگ بھگ 450 کروڑ لاگت آئے گی، جس میں 125 کروڑ کی لاگت سے پنچایت انتخابات کے لیے ملٹی پوسٹ ای وی ایم خریدے جائیں گے۔

ٹیچر امیدواروں پر پولس کی بربریت

ٹیچر بحالی کو لے کر پورے بہار کے کئی اضلاع سے آئے امیدوار اپنی مانگوں کو لے کر گردنی باغ میں دھرنا پر بیٹھے ہیں دھرنا مقام پر بیٹھے لوگوں پر پولس نے لاٹھی چارج کیا، زخمی امیدواروں کو گردنی باغ اسپتال میں داخل کرایا گیا، بہار ٹی ای ٹی پاس امیدوار نے بتایا کہ سبھی لوگ دھرنا مقام پر پرامن طریقہ سے بیٹھ کر آپس میں بات کر رہے تھے کہ اچانک کافی تعداد میں پولس ٹیم پہنچ کر دھرنا مقام پر بیٹھے لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے لگی، جس کی مخالفت کرنے پر لاٹھی چارج کردی گئی جس سے کئی لوگ زخمی ہوگئے، جنہیں اسپتال میں داخل کرایا گیا۔

دہلی کی سیر کیلئے سیاحوں کو ملے گی ''کرایے کی بائیک''

دہلی حکومت کا محکمہ ٹرانسپورٹ شہر میں موٹر سائیکل کرایہ کی خدمات شروع کرنے کے لئے لائسنس جاری کرنے کے منصوبے کو مستحکم کرنے میں مصروف ہے۔کرایے پر موٹر سائیکل سروس کی تجویز کے مسودے میں اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی منظوری درکار ہوگی۔ مجوزہ اسکیم میں ان درخواست دہندگان کو لائسنس دیا جاسکتا ہے جن کے پاس ضروری اجازت نامے اور انشورنس کور کے ساتھ کم از کم پانچ بائیک ہوں اور گاڑیوں کی مرمت اور بحالی کے لئے مضبوط مالی حالت ہو۔

انکم ٹیکس افسر اور اکسائز انسپکٹر بننے کا سنہرا موقع

سنٹرل اسٹاف سلیکشن کمیشن کے ذریعہ مختلف عہدوں کے لئے 6506 ویکنسی آئی ہے۔آن لائن فارم بھرنے کی آخری تاریخ 31 جنوری 2021 مقرر ہے۔ کمبائنڈ گریجویٹ سطح کے امیدواروں کے لئے یہ بہترین موقع ہے۔29 مئی 2021 سے 7 جون 2021 تک امتحان کے انعقاد کی تاریخ مقرر ہے۔ اس امتحان میں کامیاب ہونے والے انکم ٹیکس افسر اور اکسائز انسپکٹر کے طور پر بحال کئے جائیں گے۔

پارلیمنٹ کی کینٹین کے کھانے پر رعایت ختم

پارلیمنٹ کی کینٹین میں کیٹرنگ سے متعلق مراعات کی سہولت ختم کردی گئی ہے، لوک سبھا اسپیکر اوم برلا نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ پارلیمنٹ کی کینٹین میں کیٹرنگ سے متعلق سبسڈی ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔انہوں نے کہا کہ تمام جماعتوں کے ممبران نے لوک سبھا کی ورکنگ ایڈوائزری کمیٹی کے اجلاس میں اس مراعات کو ختم کرنے پر اتفاق کیا ہے۔اب کینٹین میں ملنے والا کھانا ایک مقررہ قیمت پر دستیاب ہوگا۔مسٹر برلا نے کہا کہ اب پارلیمنٹ کی کینٹین ناردرن ریلوے کے بجائے انڈیا ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن (آئی ٹی ڈی سی) کے ذریعہ چلائے گی۔پارلیمنٹ کی کینٹین میں تقریباً 17 کروڑ کی سبسڈی دی جارہی تھی۔اس کینٹین میں کیٹرنگ کی سہولت پارلیمنٹ ہاؤس آنے والے مہمانوں کے ساتھ پارلیمنٹ کے عملہ، میڈیا اور سیکیورٹی اہلکاروں کو فراہم کی گئی تھی۔

Volume:61/71, Issue: 04 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس عہد کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے
(ساغر صدیقی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

آسام کے دینی مدرسوں کو ختم کرنے کا قانون منظور

معصوم مرادآبادی

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دینی مدارس ہندوستان میں اسلام کی بقاء اور تسلسل کا واحد ذریعہ ہیں۔ان مدرسوں سے دینی تعلیم کی جو شمعیں جلی ہیں، انھوں نے پورے برصغیر کو روشن کیا ہے۔ملک کے چپے چپے پر موجودان مدرسوں سے فارغ ہونے والے علمائے کرام اور مفتیان عظام نہ صرف دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں بلکہ اسلام کے پرچم کو بلند رکھنے میں بھی مددگار ہوتے ہیں، اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا کہ اس ملک میں اسلام کے فروغ میں ان مدرسوں نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسلام کی توسیع واشاعت سے خوفزدہ فرقہ پرست اور فسطائی عناصر ایک زمانے سے ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور انھیں مٹانے کے درپے ہیں۔

جب سے بی جے پی مکمل اکثریت کے ساتھ اقتدار میں آئی ہے تب سے اس قسم کی کوششوں نے رفتار پکڑ لی ہے اور وہ اپنے ایجنڈے کو عملی جامہ پہنانے کی جان توڑ کوششیں کررہے ہیں۔نجی خرچہ اور چندے پر چلنے والے مدرسوں پر تو حکومت کا زور نہیں چل رہا ہے مگر اب حاکمان وقت نے ان مدرسوں اور مکتبوں کو ختم کرنے کی کارروائی شروع کردی ہے جو سرکاری امداد سے چلتے ہیں۔اس سلسلہ کا پہلا قدم سب سے زیادہ مسلم آبادی والی ریاست آسام میں اٹھایا گیا ہے، گزشتہ ہفتہ آسام اسمبلی میں ایک ایسا بل پاس کیا گیا ہے جس کے تحت مدرسوں کو ایک جھٹکے میں ختم کردیا گیا ہے اور انھیں اسکولوں میں تبدیل کرنے کے احکامات دے دیئے گئے ہیں، صوبائی وزیر تعلیم ہمانتا بسوا شرما نے اس بل کو اسمبلی میں پیش کرتے ہوئے جو کچھ کہا ہے وہ ان کے ایجنڈے اور ذہنیت کو پوری طرح واضح کرتا ہے۔انھوں نے سرکاری مدرسوں کو عام اسکولوں میں تبدیل کرنے کا بل پیش کرتے ہوئے کہا کہ "سبھی مدرسے ہائی اسکولوں اور مڈل اسکولوں میں تبدیل ہوں گے۔" انھوں نے کہا کہ "ہمیں ووٹوں کی ضرورت نہیں ہے، ہم منہ بھرائی نہیں کرتے، اس فرقہ سے ہمارا کوئی مفاد وابستہ نہیں ہے۔ہم سیاست سے اوپر اٹھ کر اس فرقہ کو ترقی یافتہ بنانا چاہتے ہیں، جب بچے ان اسکولوں سے ڈاکٹر اور انجینئر بن کر نکلیں گے، تب آپ کو اندازہ ہوگا۔"

آسام کے وزیر تعلیم ہمانتا بسوا شرما کے بارے میں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ انتہائی فرقہ پرست ذہنیت کے حامل ہیں۔آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں جب شہریت ترمیمی قانون اور این آر سی کا معاملہ چل رہا تھا تو آسام میں نام نہاد گھس پیٹھیوں کو ملک بدر کرنے یا انھیں ڈٹینشن سینٹروں میں بھیجنے سے متعلق سب سے زیادہ اشتعال انگیز بیان وہی دیا کرتے تھے، یہاں بنیادی سوال یہ ہے کہ اگر آپ مسلمانوں کو ڈاکٹر اور انجینئر بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے مسلم بستیوں میں نئے اسکول اور کالج کیوں نہیں کھولتے؟ ان مدرسوں کو فنا کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں، جو مسلمانوں کی دینی ضرورتوں کو پورا کررہے ہیں، جس وقت یہ بل اسمبلی میں پیش کیا گیا تو اس پر کانگریس اور اے آئی یو ڈی ایف نے اسمبلی سے واک آؤٹ کیا۔انھوں نے اس بل کو سلیکشن کمیٹی کے پاس بھیجنے کا مطالبہ کیا، جسے مسترد کردیا گیا۔اسپیکر نے اس بل کو صوتی ووٹ سے پاس کرانے کا فیصلہ کیا۔زبردست ہنگامے کے درمیان بل کو اکثریت سے پاس کردیا گیا۔بی جے پی کی حلیف پارٹیوں آسام گن پریشد اور بوڈولینڈ پیوپلز فرنٹ نے سرکار کے اس قدم کا ساتھ دیا۔

وزیر تعلیم ہمانتا بسوا شرما نے مزید کہا کہ "وہ کسی فرقہ کے مخالف نہیں ہیں، بنیاد پرستی کی مخالفت کرنا اسلام کی مخالفت کرنا نہیں ہے"۔انھوں نے کہا کہ کچھ مسلم بچوں کو ڈاکٹر اور انجینئر بنانا کبھی اسلام دشمنی نہیں ہوسکتا۔انھوں نے اس موقع پر آئین ہند کے معمار ڈاکٹر امبیڈکر کا بھی حوالہ دیا کہ نصاب میں مذہبی ہدایات کے لئے کوئی جگہ نہیں ہونا چاہئے، انھوں نے یہ بھی کہا کہ حکومت کے خرچہ پر قرآن کی تعلیم نہیں دی جاسکتی، انھوں نے امید ظاہر کی کہ یہ بل کسی فرقہ سے دشمنی کی بنیاد پر نہیں لایا گیا ہے بلکہ اس کا مقصد معاشرے کے ایک پسماندہ اور استحصال زدہ طبقہ کو اوپر اٹھانا اور ان کی پسماندگی کو دور کرنا ہے، بظاہر مسلم طلبہ کو ڈاکٹر اور انجینئر بنانے کی بات اتنی دلکش اور دلنشین ہے کہ کوئی بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا، لیکن یہاں بنیادی سوال یہ ہے کہ حکومت مسلمانوں کی دینی تعلیم کا نظام ختم کرکے ہی انھیں ڈاکٹر اور انجینئر کیوں بنانا چاہتی ہے اس کام کے لئے پسماندہ مسلم بستیوں میں جدید تعلیم کے اسکول کھول کر اس ضرورت کو پورا کیا جاسکتا ہے، درحقیقت ماڈرن تعلیم کی آڑ میں ان مدرسوں کو ختم کرنے کا مقصد ملک میں دینی تعلیم کے نظام کو تہس نہس کرنا اور مسلمانوں کو اپنے مذہب سے بیگانہ بنانا ہے جس کی شروعات سرکاری مدرسوں سے کی گئی ہے۔اس کے بعد پورا اندیشہ ہے کہ اب ان مدرسوں پر ہاتھ ڈالا جائے گا جو سرکاری گرانٹ حاصل کرتے ہیں۔ایسے مدرسوں کی تعداد بھی ملک میں کچھ کم نہیں ہے، ہر صوبے میں ایسے مدرسے موجود ہیں، جو مدرسین کی تنخواہیں حکومت سے لیتے ہیں اور یہ تنخواہیں اس لئے دی جاتی ہیں کہ یہ دینی مدرسے محدود وسائل کے اندر ناخواندگی دور کرنے کے سرکاری مشن کو پورا کررہے ہیں۔ہندوستان میں ناخواندگی کی شرح بہت زیادہ ہے اور اگر کہیں بھی کوئی اسے دور کرنے کی کوشش کررہا ہے تو وہ سرکاری امداد پانے کا مستحق ہے۔اس معاملے میں مدرسوں کا کردار بڑا مثبت اور تعمیری ہے۔

کسی سرکاری انفرااسٹرکچر کے بغیر بنیادی تعلیم کو عام کرنا ایک بہت بڑا کام ہے جو پورے ملک میں دینی مدرسے انجام دے رہے ہیں۔ملک میں کسی دوسرے فرقہ کے پاس اس قسم کی تعلیم کا کوئی نظام نہیں ہے، یہی وجہ ہے کئی سرکاری رپورٹیں مدرسوں کی اس بیش بہا خدمت کو خراج تحسین پیش کرچکی ہیں۔آسام کا نیا قانون دو موجودہ قوانین کو منسوخ کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔

ان میں 1995 کا آسام مدرسہ ایجوکیشن ایکٹ اور 2018 کا مدرسہ ملازمت سے متعلق ایکٹ شامل ہے۔آسام میں فی الحال سرکاری سطح پر دو قسم کے مدرسے چل رہے ہیں۔ان میں بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے ماتحت چلنے والے 189 مدرسے ہائر سیکنڈری اسکول ہیں، ان کے علاوہ 542 مدرسے اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے ماتحت ہیں، جو پری سینئر، سینئر اور عربک کالج کہلاتے ہیں۔صوبائی حکومت نئے قانون کے تحت اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کو تحلیل کرنے جارہی ہے۔

ان مدرسوں میں جو اساتذہ مذہبی تعلیم دے رہے تھے، انھیں دوسرے مضامین پڑھانے کی تربیت دی جائے گی اور اب وہ قرآن وحدیث پڑھانے سے باز رہیں گے، اس معاملے میں توازن برقرار رکھنے کے لئے حکومت نے اتنا ضرور کیا ہے کہ صوبے میں چل رہی سنسکرت پاٹھ شالاؤں کو اب اسٹڈی سینٹر، ریسرچ سینٹر کہا جائیگا، البتہ ان کا نصاب اور مقصد برقرار رہے گا۔مدرسوں کے بارے میں حکمراں بی جے پی کی سوچ ہے کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔حکمراں جماعت کے لوگ ان مدرسوں کو دہشت پھیلانے کے اڈے اور مسلمانوں کو بنیاد پرست بنانے کی آماجگاہیں قرار دیتے رہے ہیں، اس بے ہودہ پروپیگنڈے کا واحد مقصد مدرسوں کو بدنام کرکے ان کے وجود کو مٹانا ہے۔اس کے پیچھے جو خطرناک سازش کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ کسی طرح اس ملک سے اسلام کا نام ونشان مٹایا جائے۔

مدرسوں کو چونکہ اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے اس لئے انھیں مسمار کرکے جدید تعلیم کے اسکولوں میں بدلنے کا کام شروع کیا گیا ہے۔یہ بات کم ہی لوگوں کو معلوم ہے کہ آر ایس ایس کی ذیلی تنظیم راشٹریہ مسلم منچ میں مدرسوں کی نگرانی کرنے والی ایک شاخ موجود ہے، جسے مدرسہ شکشا بورڈ کا نام دیا گیا ہے، یہ شاخ ان مدرسوں پر گہری نگاہ رکھتی ہے جو کسی بھی شکل میں سرکاری امداد حاصل کرتے ہیں۔

راشٹریہ مسلم منچ کے پاس ملک بھر کے مدرسوں کی فہرست موجود ہے اور یہ تنظیم نہایت باریک بینی کے ساتھ اپنے مشن پر کام کررہی ہے، آسام میں سرکاری امداد یافتہ مدرسوں کو ختم کرنے کا کام اسی تنظیم کے ایماء پر کیا گیا ہے۔یہ اہل مدارس کے لئے بیدار ہونے کا سب سے صحیح وقت ہے کیونکہ دینی مدرسوں کو موجودہ نصاب کے ساتھ قائم رکھنا بے حد ضروری ہے۔

آسام میں مدارس بند کرنے کا فیصلہ سرکاری دہشت گردی اور آئین مخالف: حضرت امیر شریعت مدظلہ

آسام اسمبلی نے ایک تجویز منظور کی ہے جسکے نتیجہ میں پہلی اپریل سے تمام مدارس بند کردیئے جائینگے۔اسمبلی کی یہ تجویز اور مدارس بند کرنیکا فیصلہ سرکاری دہشت گردی ہے، اور آئین میں موجود بنیادی حقوق کی دفعہ ۳۰ر کی کھلی مخالفت ہے، ان خیالات کا اظہار ایک صحافتی ملاقات میں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر نے کیا۔انہوں نے کہا کسی اسمبلی یا پارلیمنٹ کو آئین ہند کے بنیادی حقوق کی دفعات کے خلاف قانون سازی کا حق نہیں ہے، آسام گورنمنٹ نے پہلے اعلان کیا کہ سرکاری امداد پانے والے مدارس کو سرکاری اسکولوں میں تبدیل کردیا جائیگا اور اب اسمبلی میں یہ تجویز منظور کی گئی ہے کہ تمام تر مدارس کو اسکول بنادیا جائیگا، مدارس کے اساتذہ کی نوکریاں باقی رہینگی اور انہیں سہولتیں دیجائیگی۔امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے کہا جتنے بھی مدارس ہیں وہ آئین کے بنیادی حقوق کی دفعات ۳۰/۲۹ر کے دائرہ میں ہیں اور ان کی اصل حیثیت کو بدلا نہیں جاسکتا، جو مدارس حکومت کی امداد نہیں لیتے نہ صرف حکومت ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی، بلکہ سرکاری امداد پانیوالے مدارس کو بھی حکومت چھو نہیں سکتی جب تک بھارت کا آئین زندہ ہے، سرکاری امداد لینے والے مدارس کی زمین مکان عام مسلمانوں کے تعاون سے کھڑے ہوئے ہیں، اساتذہ اور اسٹاف کی تنخواہیں بھی لانبے عرصہ تک مسلم عوام نے پورے کئے ہیں، عوام کی طرف سے عمارتوں کے بنانے کا سلسلہ بھی جاری ہے، صرف اساتذہ اور اسٹاف کی جزوی یا کلی تنخواہ دیدینے کی وجہ سے مدرسہ کی بنیادی نوعیت نہیں بدلی جاتی اور وہ آئین کی دفعہ ۳۰/۲۹ر سے باہر نہیں ہوجاتے۔

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے اظہار رائے کرتے ہوئے کہا کہ آسام حکومت کی دہشت گردی کا یہ ایک نمونہ ہے، اور آئین ہند کو نظرانداز کرنیکی ایک مثال ہے۔اس صورتحال کو عدالت سے نپٹنے کی کوشش شروع ہوچکی ہے۔

WEEK ENDING- 25/01/2021, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail :naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/6 روپے ششماہی -/200 روپے سالانہ -/300 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988